هفت روزه
ترجمان اسلام
لاہور

نگرانِ اعلیٰ
مولانا مفتی محمود

18
41

اپیل

جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام گوجرانوالہ میں منعقد ہونے والے عظیم اور تاریخ ساز کنونشن کے موقع پر جمعیۃ کے تمام کارکن اور شرکاءِ کنونشن، جماعتی ذمہ داریوں اور کنونشن کی اہمیت و افادیت کے پیشِ نظر نظم و ضبط کا عدیم المثال مظاہرہ کرتے ہوئے اکابرینِ عظام، مشائخین کرام اور زعمائے جمعیۃ کے خیالات و افکار سے بھرپور استفادہ کریں:

مولانا عبید اللہ انورؔ امیر جمعیۃ پنجاب
سید نیاز احمد شاہ گیلانی ناظم عمومی جمعیۃ "

خوگرِ حمد سے !!

متحدہ جمہوری محاذ کے عظیم رہنماؤں کی خدمت میں !

کیا کوئی قدغن لگا ہے زیرِ فرمانِ بہار؟
لب سئے بیٹھے ہیں یارب کیوں ثنا خوانِ بہار؟
موسمِ گُل میں بنے بیٹھے ہیں پتّھر کس لیئے؟
کچھ تو فرمائیں خدارا! رازدارانِ بہار؟
بہہ رہا ہے چپہ چپہ پر غریبوں کا لہو!
شہر میں ہے جابجا جشنِ چراغانِ بہار
اہلِ شر سے عصمتِ گل کو بچانے کے لیے
بلبلوں نے چاک کر ڈالا ہے دامانِ بہار
پتہ پتہ پر چمن کے کیوں خزاں ہے حکمراں؟
تم نے سوچا بھی کبھی اے ہمنشینانِ بہار
روند ڈالی ہے چمن کی ہر روش صیّاد نے
کیوں نہیں آتے نظر اب "جانثارانِ بہار"
درپۂ تخریب ہیں اب گلستاں کے "پاسباں"
سازشوں میں ہیں ملوث خود "نگہبانِ بہار"
گوشے گوشے سے چمن کے آ رہی ہے یہ صدا
آئیں میدانِ عمل میں مرتبہ دانِ بہار

اور بھی اکرام محوِ نالہ و فریاد ہیں !
ایک مَیں ہی تو نہیں ہوں مرثیہ خوانِ بہار!

اکرام القادری

ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۴۱
جمعۃ المبارک ۲۴، اکتوبر ۷۵ء ۱۸ شوال

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★ ★

بدلِ اشتراک
سالانہ ——— ۳۸ روپے
ششماہی ——— ۱۹ روپے
سہ ماہی ——— ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ:
۷۵ پیسے

اکرام القادری

ضمنی انتخابات

ڈھوئی کے حلقہ نمبر ۱۶ سے صوبائی سیٹ کے لیے ہونے والا ضمنی انتخاب "پر امن طریقے سے" انجام کو پہونچ گیا۔ حکمران جماعت کے امیدوار جناب شیر محمد بھٹی بھاری اکثریت سے کامیاب و کامران ہوئے اور ان کے مدِمقابل تمام امیدواروں نے اپنا "نوشتۂ تقدیر" پڑھ لیا۔ بالفاظِ دیگر اربابِ اقتدار نے ایک بار پھر "عوام میں" اپنی "مقبولیّت" "ہردلعزیزی" اور "غریب نوازی" کا لوہا منوالیا ہے۔ اربابِ اقتدار سے تعلق رکھنے والے تمام مرکزی و صوبائی وزراء کی شبانہ روز محنت ٹھکانے لگ گئی۔ انتظامیہ سے تعلق رکھنے والے "عوام" کے "سچے" اور "مخلص" "خادموں" کی کوششیں بھی رائیگان نہیں گئیں۔

کراچی کے حلقہ نمبر ۷ سے بھی مقتدر جماعت کے امیدوار جناب نور العارفین، نورانی صاحب کی متروکہ سیٹ پر اپنے قریبی مدِمقابل جمعیۃ علماء پاکستان کے نامزد امیدوار حاجی طیب صاحب کو شکست دے کر کامیاب ہو گئے۔ ایسا ہی قبائلی علاقے میں ہوا اور جناب گل محمد صاحب جیت گئے۔ آن محترم بھی پیپلز پارٹی ہی سے منسلک بتاتے جاتے ہیں۔

اس سلسلہ میں جہاں تک ہمارے نکتۂ نظر اور خیالات و آراء کا تعلق ہے تو اس میں قطعاً کسی قسم کا ابہام وارتیاب نہیں۔ گو پیپلز پارٹی کے ہر سہ امیدواروں کی "شاندار جیت" ہماری خواہشات سے مطابقت نہیں رکھتی، لیکن ہماری توقعات سے قطعاً مختلف نہیں۔

جو کچھ ہوا ہے وہ سو فی صد ہماری توقعات پر پورا اترتا ہے۔

"تہی داستان قسمت" آج جن دھاندلیوں، بدعنوانیوں، بے اصولیوں اور مداخلت کا رونا رو رہے ہیں وہ کوئی نئی بات نہیں اور نہ ہی حکمران جماعت کے لیے یہ کوئی نیا تجربہ ہے۔

پیپلز پارٹی جس راج سنگھاسن پر براجمان ہے وہ انہیں عناصر اربعہ پر قائم ہے جنہیں دھاندلیوں، بدعنوانیوں بے اصولیوں اور بیوروکریسی کے "خوب صورت" ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ جناب غلام مصطفےٰ کھر کو تو ان دھاندلیوں، بدعنوانیوں، بے اصولیوں اور ہمہ جہت مداخلت کا عملی تجربہ حاصل تھا وہ بھی اگر شکوہ کریں تو ان کی مرضی اور اگر موصوف کو کسی نئے تجربہ سے سابقہ ہوا ہے تو یہ ارتقائی منازل اربابِ اقتدار طے کرتے رہیں گے۔ کیونکہ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔

ہاں! البتہ محترم نورانی صاحب اور ان کی جماعت کے امیدواروں کے لیے یہ تجربہ نیا ہو سکتا ہے۔ انہیں کراچی کے حلقہ نمبر ۷ کی سیٹ کے سلسلہ میں جو تجربہ ہوا ہے، ہمارے نزدیک وہ متحدہ محاذ کے مؤقف سے سو فی صد مطابقت رکھتا ہے۔

تادمِ تحریر متحدہ جمہوری محاذ کا موقف ہی یہ رہا ہے کہ موجودہ حکومت سے آزادانہ انتخابات کی امید رکھنا شبِ یلدا کو روز روشن کہنے کے مترادف ہے۔

ہمیں امید ہے کہ جمعیۃ علماء پاکستان کے رہنما اپنے سابقہ موقف سے رجوع کرتے ہوئے موجودہ تجربہ کی روشنی میں ملک و ملّت کے مفاد کی خاطر آملے ہیں سینہ چاکانِ چمن سے سینہ چاک، کا مظاہرہ کریں گے تاکہ

پریمیئر پریس میں چھپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

آیندہ جو بھی پروگرام یا لائحہ عمل طے پائے وہ مشترکہ قوت اور اتحاد و یگانگت کا مظہر ہو۔ ہماری دیگر اپوزیشن قوتوں سے بھی استدعا ہے کہ وہ انتشار و تشتت کی بجائے اتفاق و یک راہی کو ترجیح دیں۔ ملک کی نیّا کو ساحلِ مراد سے ہمکنار کرنے کے لیے سب سے بڑی قوت اتحاد اور صرف اتحاد ہے، لیکن اتحاد میں ہم زبانی کے بجائے ہمدلی ہونی چاہیے۔ پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو، کے دیرینہ اور مجرّب اصول کے مطابق عوامی حکومت کی سب سے بڑی کوشش یہ ہے کہ اپوزیشن کو باہم دگر تُوتُو میں میں الجھا کر دادِ عیش دی جائے۔

ملک کی کشتی کے کھیون ہار کا سب سے بڑا اصول ہی یہ ہے کہ

..... بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

نظام شریعت کنونشن

کی

مکمل رپورٹ

آیندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیے

ادارہ

ضروری اعلان

شیخ المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیری مدظلہ العالی سابق شیخ الحدیث والمنقول دار العلوم دیوبند اور مدرسہ خیر المدارس ملتان اس شوال سے مدرسہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان میں تدریسی خدمات دے رہے ہیں تمام طلبہ شائقین علوم حدیث و فنون کو خوش خبری دی جاتی ہے کہ مولانا موصوف ۱۵ ر شوال سے دورۂ حدیث و کتبِ فنون شروع کر دیا ہے لہٰذا جوق در جوق اور جلد از جلد داخلہ لے کر مولانا موصوف کے فیوضات سے مستفید ہوں —

مفتی محمد عفا اللہ عنہ مہتمم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان شہر

مولانا سید شمس الدین شہیدؒ

کے حالات زندگی پران کے رفیق وانیس

زاہد الراشدی کی تصنیف!

رُجل رشیدؒ

شائع ہوگئی ہے!

جس میں شہیدؒ کے حالاتِ زندگی کے علاوہ ان کی مجاہدانہ تقاریر، قومی پریس اکابر جمعیۃ، سیاستدانوں اور شعراء کی طرف سے شہیدؒ کو پیش کیا گیا خراج عقیدت بھی شامل کیا گیا ہے۔ کتابت و طباعت آفسٹ، صفحات ۲۲۸ سائز ۲۰×۳۰/۱۶، قیمت چھ روپے۔

نظام شریعت کنونشن کے موقع پر پیش کی جائے گی

منجانب: حافظ محمد یوسف۔ ناظم مکتبہ مدنیہ جامع مسجد مدنی گلی ۱۰ شمالی باغبانپورہ جدید گوجرانوالہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم عنوان پر ایک عظیم کتاب!

نورُ البصرؒ (فی سیرۃ) خیرُ البشرؐ

مولانا حفظ الرحمٰن سیہارویؒ کے قلم سے! پاکستان میں پہلی مرتبہ شائع ہو رہی ہے!

بہترین کتابت، عمدہ طباعت، دیدہ زیب سرورق۔ پہلا ایڈیشن محدود تعداد میں شائع ہو رہا ہے

لہذا اپنی کتاب فوراً محفوظ کرا لیں!

شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کی خود نوشت سوانح حیاۃ

نقشِ حیات

دو جلدوں میں

پہلی جلد عنقریب شائع ہو رہی ہے۔ کتاب اپنی مثال آپ ہوگی۔ مطلوبہ تعداد سے فوری مطلع فرمائیں۔

عزیز پبلی کیشنز — ۵۶۔ میکلوڈ روڈ، لاہور

داخلہ دورۂ حدیث

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مدظلہ کے ارشادِ گرامی پر پاکستان کے مشہور دینی ادارہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں امسال دورۂ حدیث شریف ہوگا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ رائے پوری، حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب جیسے استاذ الاساتذہ دورہ کے اسباق پڑھائیں گے۔

شائقین حضرات اپنی پہلی فرصت میں داخلہ لے لیں

فاضل حبیب اللہ رشیدی، ناظم جامعہ رشیدیہ ساہیوال

مشرق و مغرب کی سیاست

مرسلہ : احمد حسین کمال

بحرِ ہند کو امن کا علاقہ بنایا جائے

امن اور سلامتی کے تقاضے کیا کہتے ہیں؟

بحرِ ہند کے ساحلوں سے ہمیشہ امن اور آشتی کی آوازیں اٹھتی رہی ہیں۔ اس سمندر کے ساحلوں پر مسجدوں، مندروں، پگوڈوں اور خانقاہوں سے ہمیشہ انسانیت کو روح کے سکون، بھائی چارے اور حق پرستی کی تعلیم ملتی رہی۔ اس خطہ کے ملکوں میں عظیم پیغمبروں، فلسفیوں، اوتاروں اور مفکروں نے انسانی وحدت اور یک جہتی کا درس دیا جو ساری دنیا میں پھیلا۔ یہاں سے بڑے بڑے مذاہب کے سوتے پھوٹے اور یہی خطہ قدیم روایات، انسانی تہذیبوں اور علم و ہنرمندی کا گہوارہ بنا رہا۔ اس کے ساحلوں پر بابل و نینوا، مصر، موہنجو داڑو، بھنبور، ہڑپہ اور قدیم ایران کی خوبصورت اور ترقی یافتہ تہذیبیں پلی اور بڑھیں۔ دنیا کی آبادی کا ایک تہائی حصہ اس کے کناروں پر آباد ملکوں میں رہتا ہے اس طرح اس سمندر، اس کی کھاڑیوں، بحیروں اور خلیجوں پر آباد ملکوں میں خام مال اور ہر قسم کی معدنیات کی افراط بھی ہے تیل، قدرتی گیس، خام لوہا، کوئلہ، ٹین، سونا، ربڑ، چائے، کپاس، گرم مصالحے، گنا، ناریل، خوردنی تیل پیدا کرنے والی اشیاء اور کئی قسم کے اناج اس علاقے کے ملکوں کی خاص دولت ہیں۔ اس پیداواری افراط کے باوجود یہ حقیقت بھی اپنی جگہ پر ہے کہ بحرِ ہند کے علاقے کے ملک ہی غربت و افلاس، قحط سالی و ناداری اور کثرتِ آبادی اور امراض کی نہایت ہولناک تصویر بھی پیش کرتے ہیں۔

اس کا سبب کسی طرح سے بھی تقدیر کا لکھا یا اس علاقے کی آب و ہوا یا جغرافیہ نہیں ہے۔ ان تمام باتوں کے عقلی اور معروضی اسباب ہیں۔

یہ اسباب یہ ہیں کہ بحرِ ہند کے علاقے پر بہت طویل عرصے تک سامراجی طاقتوں کا غلبہ رہا۔ ان ملکوں پر برطانوی، ڈچ، پرتگیزی، اطالوی اور فرانسیسی قابض رہے۔ اور ان طاقتوں کے نوآبادکار بُری طرح ان کے عوام کا استحصال کرتے رہے۔ وہ ان کی روایتی صنعتوں اور فنون کو تباہ کر کے اپنی طاقتور اور جدید صنعتوں کے بل بوتے پر ان کی منڈیوں پر چھا گئے۔ ان کا خام مال زرعی پیداوار اور معدنیات وغیرہ نہایت سستے داموں پر برآمد کی جاتی رہیں اور انہیں نہایت گراں قیمتوں پر مشینری اور دوسرا تیار مال فراہم کرتے رہے، سامراجی طاقتوں نے محکوم ملکوں کے عوام کو ہر طرح سے پسماندہ اور جاہل رکھا۔ اب یہ تقریباً تمام ہی ملک فوجی تحریک آزادی کے نتیجے میں دوسری جنگ عظیم کے بعد آزادی حاصل کر چکے ہیں لیکن ان کی یہ آزادی بہت حد تک حرف سیاسی ہے۔ وہ حقیقی آزادی یعنی اقتصادی خودکفالت اور سامراجی اثرات سے نجات کے لیے کوشاں ہیں۔ جیسے جیسے بحرِ ہند کے ملک تجارت، مالیات اور اقتصادیات کے شعبوں میں اپنا منصفانہ حق حاصل کر رہے ہیں، ان ملکوں کی خارجہ پالیسی پر اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ پھر یہ کہ بین الاقوامی سطح پر کشیدگی میں کمی، اسلحہ کی دوڑ کی مخالفت اور ذیانت کے عوامل نے بحرِ ہند کے ملکوں پر گہرے اثرات ڈالے ہیں۔ ویت نام، کمبوڈیا اور پرتگیزی مقبوضہ جات کی فاتحانہ آزادی اور افریقی یک جہتی اور اتحاد نے اس علاقے سے سامراج کے اثرات کا بستر بوریا گول کر دیا ہے۔

اس صورتِ حال میں بحرِ ہند کے علاقے کے بیشتر ملک اور خاص طور پر جنوبی ایشیا کے ملک اپنے سمندر کو ہمیشہ کے لیے سرد جنگ اور اسلحہ کی دوڑ سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس سمندر کو فوجی لاؤ لشکر، جنگی اڈوں اور جاسوس آب دوزوں سے صاف رکھنا چاہتے ہیں اس علاقے کے عوام کا سب سے بڑا مسئلہ سماجی پسماندگی، ناخواندگی اور غربت ہے۔ یہ مسئلہ امن اور تعمیر سے حل کیا جانا چاہیے، اسلحہ پر اخراجات اور فوجی دوڑ سے نہیں۔ اس لیے اس علاقے کے ملک باہمی خیرسگالی اور پُرامن بقائے باہمی پر زور دے رہے ہیں۔ ان کے درمیان امن کی قدر ایک مشترکہ قدر ہے۔ اگرچہ اب بھی بحرِ ہند کے علاقے میں دیگو گارشیا اور خلیج فارس میں مسیرہ جیسے جنگی اڈے قائم کئے جا رہے ہیں۔ لیکن اس علاقے کے عوام ان کی غرض و غایت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ بہت سے ملکوں کے لیڈر اور خاص طور سے ترقی پسند عرب حلقے، سری لنکا، شمالی ویت نام، شمالی کوریا، کمبوڈیا، صومالیہ اور اریٹریا اور فلسطینی مجاہدین آزادی انہیں اس علاقے

باقی صفحہ ۲۳ پر

عمیر الہاشمی

حضرت عمر بن عبدالعزیز رح

عمر ابن عبدالعزیز کو اگرچہ خلیفہ سلیمان نے اپنا جانشین نامزد کیا تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عوام نے متفقہ طور پر انہیں اپنا خلیفہ چنا تھا۔

جب ان کے انتخاب کے بارے میں جمہور کا فیصلہ انہیں پڑھ کر سنایا گیا تو وہ رو پڑے کہنے لگے "اللہ میں نے کبھی اس کی خواہش نہیں کی تھی۔"

داروغہ اصطبل ان کی سواری کے لیے شاہی گھوڑا لے کر آیا تو خلیفہ نے کہا "مجھے یہ نہیں چاہیئے۔ میرے لیے خچر ہی ٹھیک ہے۔"

○

حکم بن عمر سے روایت ہے کہ جب خلیفہؒ کے سامنے شاہی گھوڑے کے اخراجات اور ان کے ملازمتوں کی تنخواہوں کے بل منظوری کے لیے پیش ہوئے تو انہوں نے کہا ان گھوڑوں کو شام کے مختلف شہروں میں لے جاکر بیچ دو اور جو رقم ملے اسے شاہی خزانے میں داخل کردو

○

خلیفہ عبدالملک نے اپنی بیٹی فاطمہ کو قیمتی جواہر دیئے تھے فاطمہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز کی بیوی تھیں۔ جب عمر خلیفہ منتخب ہوئے تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ "یہ جواہر شاہی خزانے میں داخل کردو ورنہ مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ میں، تم اور یہ جواہر تینوں اس گھر میں نہیں رہ سکتے۔" فاطمہ نے جواہر شاہی خزانے میں جمع کر دیئے اور شوہر سے کہنے لگیں۔ "بھلا ان قیمتی پتھروں کو آپ پر ترجیح دوں گی؟"۔

عمر ثانی کے غلام ابو امیہ کہتے ہیں کہ ایک روز مالکہ نے مجھے دال روٹی کھانے کو دی۔ میں نے کہا ہر روز دال ہی ملتی ہے۔" مالکہ نے جواب دیا "بیٹا تمہارے آقا بھی ہر روز یہی کھاتے ہیں۔"

○

ایک دن عمر ثانی نے اپنی بیوی سے کہا: "تمہارے پاس ایک درہم ہو تو مجھے دو۔ میں انگور خریدنا چاہتا ہوں۔" بیوی بولیں: "آپ کے پاس انگور خریدنے کے لیے ایک درہم بھی نہیں؟۔"

خلیفہ نے کہا: "درہم اپنے پاس نہ رکھنا دوزخ کی آگ میں جلنے سے بہتر ہے۔"

○

سعید ابن سوید کہتے ہیں عمر جب نماز جمعہ کے لیے مسجد میں آتے تو ان کے لباس میں جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے ہوتے۔ ایک دن کسی نے ان سے کہا: "یا امیر المؤمنین اللہ نے آپ کو نواز دیا ہے کہ کیا آپ کپڑے بھی اچھے نہیں پہن سکتے؟"

خلیفہ نے سر جھکا لیا اور سوچ کر جواب دیا۔ امارت رکھتے ہوئے اعتدال سے اور طاقت رکھتے ہوئے عفو و درگزر سے کام لینا نہایت قابلِ تعریف بات ہے۔

○

ایک روز عمر گھر میں بیٹھے تھے کہ ان کے قبیلے کے کچھ لوگ ان سے ملنے آئے اور اپنے لیے بعض بڑے بڑے عہدے طلب کرنے لگے۔ خلیفہ نے انہیں عہدے دینے سے انکار کیا۔

وہ لوگ بگڑ کر کہنے لگے۔ "کیا ہم آپ کے رشتے دار نہیں۔"

عمر بن عبدالعزیز نے کہا "تم اور دور دراز ملک میں رہنے والا کوئی بھی مسلمان میری نظروں میں برابر ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ مسلمان مجھ سے الگ ہے اور تم یہاں میرے پاس ہو اور اس کی وجہ محض طویل مسافت ہے۔"

○

ایک روز عمر ابن عبدالعزیز نے اپنے ملازم سے کہا کہ میرے لیے پانی گرم کرو، ملازم ایک کیتلی میں سرکاری مطبخ سے پانی گرم کر کے لے آیا۔ عمر کو معلوم ہوا تو انہوں نے ملازم کو ایک درہم دیا کہ "اس کا ایندھن خرید کر سرکاری مطبخ میں ڈال آؤ۔"

○

خلیفہ عمر سرکاری کام کرتے وقت موم بتی روشن کر لیتے تھے اور جب سرکاری کام ختم ہو جاتا تھا تو موم بتی بجھا کر اپنا معمولی دیا جلا لیتے تھے۔

○

عمرو بن مہاجر کہتے ہیں:

ایک دفعہ عمر ابن عبدالعزیز کو سیب کھانے کی خواہش ہوئی۔ ان کے ایک عزیز نے انہیں تحفتہً ایک سیب دیا۔ خلیفہ نے سیب ہاتھ میں لیا اور سونگھ کر کہنے لگے۔ اس کی خوشبو کتنی دلآویز ہے اور یہ کتنا خوبصورت ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے غلام کو بلایا اور اس سے کہا اس کے مالک کے پاس لے جاؤ، اس سے ہمارا سلام کہو۔ اور کہو کہ ہم اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

عمر بن مہاجر نے خلیفہ سے پوچھا:

باقی صہ ۲۳ پر

محمد مشتاق صاحب
صادق آباد

اسلامی مساوات

حضرت مغیرہؓ، حضرت قدامہؓ، حضرت ولیدؓ، حضرت خالدؓ، حضرت عتبہؓ، حضرت سلمہؓ، حضرت اسامہ بن زیدؓ ایک مجلس میں جمع تھے۔ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا:

"کیا تم نے سنا ہے؟"

سب نے کہا، کیا ہوا؟

مغیرہؓ: مخذوم قبیلے کی ایک عورت نے ایک ہار چرایا ہے۔

ولیدؓ: بھائی کوئی اور بات کرو۔ مخذوم قبیلہ کی عورت اور چوری!!

سب: ہائے شرمندگی! مخذومیہ اور چوری!

قدامہؓ: مخذوم قبیلہ کے لیے عار، بلکہ پورے قریش کے لیے ندامت۔

خالدؓ: فضیحت اور رسوائی تو اس دن ہوگی جس دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ہاتھ کاٹیں گے۔

عتبہؓ: ہاں! محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخذومی عورت کا ہاتھ کاٹیں گے۔!

سلمہؓ: تو اس سے کونسی چیز مانع ہے؟ عورت نے چوری کی ہے تو اس کی سزا قطع ید ہے۔؟

قدامہؓ: لیکن وہ مخذوم قبیلے کی ہے، جو عرب کا باعزت قبیلہ ہے۔

سلمہؓ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مسلمان برابر ہیں۔ جو چوری کرے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ یہ قرآن پاک کا حکم ہے۔

ولیدؓ: اگرچہ وہ مخذوم قبیلہ سے ہو؟

سلمہؓ: خواہ وہ عبدالمطلب کی اولاد سے کیوں نہ ہوں؟

عتبہؓ: ہائے ندامت! اسے اس سزا سے بچاؤ۔ کل جب بھی کوئی کہے گا کہ مخذوم قبیلے کی ایک عورت نے چوری کی، اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ یہ ہمیشہ کی شرمندگی ہے۔ جو بھی دیکھے گا اس کو اس کی غلطی یاد آجائے گی۔

قدامہؓ: ہاں بھائی اسے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ مخذوم قبیلے کی عورت ہے۔

خالدؓ: بھائی پھر! مخذوم قبیلے کا کوئی شخص سر نہیں اٹھا سکے گا۔

قدامہؓ: اس کے بعد تو کسی قریشی کو بھی سر نہیں اٹھانا چاہیے۔

عتبہؓ: ہمیں اس عار سے بچاؤ۔ کوئی وسیلہ اور سفارش تلاش کرو، تاکہ حضور علیہ السلام سے معافی لے سکیں۔

ولیدؓ: مخذوم قبیلے کی عزت و کرامت کیلیے۔

قدامہؓ: بلکہ پورے قریش کی عزت و احترام کی خاطر۔

عتبہؓ: قریش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے۔

خالدؓ: مخذوم قبیلہ ان کے سسرال کا خاندان ہے۔

الولیدؓ: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہیں گے کہ ان کا خاندان اور سسرال کو ندامت و شرمندگی ہو۔؟

سلمہؓ: عار تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان کی وجہ سے اس عورت کو معاف کر دیں، جبکہ تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر ہیں۔ ہر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اگرچہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے کیوں نہ ہو۔ یہ قرآن کا حکم ہے۔

مغیرہؓ: میاں تم چپ رہو۔ کیا تم اپنے خاندان کی رسوائی پسند کرو گے؟

سلمہؓ: مَیں خاموش ہوں۔

عتبہؓ: کوئی ایسی سفارش تلاش کرو جس کی وجہ سے حضور علیہ السلام پورے قریش کو اور مخذوم قبیلے کو اس عار سے بچا لیں۔

الولیدؓ: ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان اور مخذوم قوم کے لیے عار کو پسند نہیں کریں گے۔

خالدؓ: اسلام انہیں اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے خاندان سے بھلائی کریں؟

مغیرہؓ: ہاں! محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی کرنے والے ہیں۔

سلمہؓ: خدا کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی نہیں ہوں گے کہ اللہ کی حدود کو چھوڑ دیں اور خاندان سے بھلائی کریں۔

مغیرہؓ: مَیں نے تمہیں کہا ہے۔ خاموش رہو۔

سلمہؓ: لو بھائی مَیں خاموش ہوں۔

عتبہؓ: میرا خیال ہے کہ اگر ہم کوئی وسیلہ تلاش کر لیں تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معاف فرما دیں گے۔

قدامہؓ: تو پھر ہم میں سے ہر ایک خدمتِ اقدس میں چلے اور عفو و درگذر کی درخواست کرے۔

خالدؓ: ہر ایک کہے۔ یہ تو آپ کے خاندان کی رسوائی ہے۔

مغیرہؓ: حضور علیہ السلام کبھی بھی اپنے خاندان کی رسوائی پسند نہیں کریں گے۔

خالدؓ: مغیرہ آپ سے اچھا ہمارے لیے کون سفاشی ہو سکتا ہے۔؟

مغیرہؓ: مجھے اس بات سے معاف کیجیے، خالد تم جاؤ۔

خالدؓ: مَیں بھی معذرت خواہ ہوں

مغیرہؓ: عتبہ! تم جاؤ۔

عتبہؓ: مجھے بھی معافی دو۔

مغیرہؓ: تو پھر قدامہ؟ آپ یہ کام کریں۔

قدامہؓ: قدامہ نہیں جا سکتا۔

مغیرہؓ: تو ولید! آپ یہ کام کریں۔

واؓ: نہیں بھائی، اسامہ مناسب ہیں۔

سب نے بالاتفاق خوش آمدید کہا اور بیک زبان کہنے لگے۔ اسامہ ہی اس منصب کا اہل ہے۔

اسامہؓ: میں کیوں؟ تم سب کیوں نہیں جاتے

مغیرہؓ: تم حضور علیہ السلام کو زیادہ محبوب ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہو۔

قدامہؓ: بھائی تمہاری حیثیت بیٹے کی حیثیت ہے باپ کے سامنے۔

مغیرہؓ: بھائی ہمیں اس رسوائی سے بچاؤ۔

سب بیک زبان کہنے لگے: ہم آپ کا احسان کبھی نہ بھولیں گے۔

مغیرہؓ: اسامہ آپ جائیں۔ آپ ہی اس عظیم منصب کے اہل ہیں۔

حضرت اسامہؓ جاتے ہیں۔ یہ حضرات اب ان کے منتظر ہیں۔

مغیرہؓ: دیکھتے ہی۔ اسامہ تم گئے تھے؟

اسامہؓ: گیا تھا۔

خالدؓ: تم نے درخواست پیش کی؟

اسامہؓ: ہاں!

عتبہؓ: آنحضورؐ نے توجہ فرمائی؟

اسامہؓ: توجہ فرمائی۔

الولیدؓ: آپ نے یہ بھی کہا کہ آپ کے خاندان کی رسوائی ہے۔

اسامہؓ: مَیں نے یہ بھی کہا۔

قدامہؓ: آپ نے یہ بھی کہا کہ یہ ہمیشہ کی شرمندگی ہے۔؟

اسامہؓ: مَیں نے یہ بھی کہا تھا۔

مغیرہؓ: تو کیا آنحضور نے معاف فرمایا۔؟

اسامہؓ: نہیں، معاف نہیں کیا۔

عتبہؓ: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر انکار فرمایا ہو گا کہ تمام مسلمان اللہ تعالےٰ کی حدود میں برابر کے شریک ہیں۔

خالدؓ: خواہ بنی مخذوم سے ہوں۔

مغیرہؓ: اسامہ! تم نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ بنی مخذوم سے ہے۔

اسامہؓ: میں نے یہ سب کچھ کہا۔ آپ نے فرمایا:

خالدؓ: کیا فرمایا؟

اسامہؓ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر غصہ کے آثار نمایاں ہو گئے اور آپ نے ارشاد فرمایا: "اسامہ! تم اللہ کی حدود کے بارے میں سفارش کرنے آئے ہو"

یہ فرماتے ہی آپ کھڑے ہو گئے اور خطبہ دیا:

انما اهلك الذين من قبلكم انهم كانوا اذا سرق فيهم الشريف تركوه، واذا سرق الضعيف اقاموا عليه الحد وايم الله لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطع محمد يدها۔!

آپ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ ان میں سے اگر کوئی شریف اور ذی حیثیت چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے۔ اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمدؐ چوری کرے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے!!

سلمہ بن نے کہا۔ صلی اللہ علی محمد

سب نے بیک زبان کہا:

صلے اللہُ علیہ وسلّم

* * *

عزیز پبلیکیشنز
۵۶ میکلوڈ روڈ * بالمقابل باغیچی قلعہ گوجر سنگھ * لاہور

ہر قسم کی خوش نما کتابت (کتابیں، پمفلٹس، اشتہارات) بلاک، اور مہریں، بنوانے کیلئے عزیز پبلیکیشنز کی خدمات حاصل کریں

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی

اجتماعی نظامِ معیشت

قسط نمبر ۲

حیثیتِ امیر

اسی لیے اس نے "حکومت علی منہاج النبوۃ" کے صاحبِ اقتدار (نائب) کے لیے شاہنشاہ ڈکٹیٹر اور صدرِ جمہوریہ اور نیابت کے لیے شاہنشاہیت ڈکٹیٹرشپ اور جمہوریت کی تعبیر نہیں کی، بلکہ "خلیفہ" اور خلافت کے عنوان کو اختیار کیا، تاکہ ابتدائی تخیل میں ہی یہ واضح رہے کہ یہاں نیابتِ الٰہی اور خدمتِ خلق کے علاوہ شخصی اور پارٹی اقتدار کا کوئی مقام نہیں بن سکتا۔ چنانچہ حضرت آدم کے لیے ارشادِ ربانی ہے

انی جاعل فی الارض خلیفة

"میں زمین پر اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں" (البقرہ)

اور حضرت داؤد کے لیے ارشاد ہے:

یٰداؤد انا جعلنٰک خلیفة فی الارض (ص)

"اے داؤد! ہم نے تم کو زمین میں اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے"

کانت بنو اسرائیل تسوهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون بعدی خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا قال اوفوا بیعة الاول۔ (بخاری مسلم)

"بنی اسرائیل کی سیاست (تدبیر امور) ان کے انبیا علیہم السلام کے ہاتھ میں تھی۔ جب کسی نبی کا انتقال ہوتا تو اس کی جگہ دوسرے نبی جانشین ہو جاتے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور عن قریب میرے بعد خلفاء (خلیفہ ہائے خلافت) ہوں گے اور زیادہ ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا کہ آپ ان کے متعلق ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جمہور نے جس کو اول چن لیا اس کے ہاتھ پر بیعت کرو۔"

بے شک اسلام کے نظامِ حکومت میں خلیفہ کی شخصیت نمایاں ہے، مگر ذاتی اور پارٹی کے اقتدار کی خاطر نہیں، بلکہ قلمرو خلافت کے ہر فرد کی خدمت کے لیے بلاشبہ اس میں جمہوریت کا عنصر روشن ہے، لیکن جمہور کے حقوق کی حفاظت کے لیے، نہ کہ وضعِ قوانین و طرزِ حکومت میں مخالف اور موافق جماعت قائم کرنے اور اقلیت و اکثریت کی بحث جاری رکھنے کے لیے۔ اس لیے اسلام کا طرزِ حکومت (خلافت) قدیم و جدید طریقہ ہائے حکومت میں سے کسی کے ساتھ تعبیر نہیں کیا جا سکتا، بلکہ وہ ان سب سے الگ ایک ایسا روشن نظام ہے جس میں عدل و انصاف کی یکسانیت اور افرادِ امت کی خدمت اصل بنیاد و اساس ہے۔ وہ ایک ایسا "شوروی نظام" ہے جس میں "خلیفہ" راہِ حق کا رہنما بھی ہے اور خدمتِ خلق کا خادم بھی۔ وہ نیابتِ الٰہی کے منصب سے اگرچہ تمام افرادِ ملت کا والی ہے، لیکن اس کے عزل و نصب میں افرادِ امت دخیل و سہیم ہیں اور مہماتِ امور میں شوریٰ کا پابند ہے اور اہل الرائے کی مشاورت ہی اس کا عزم ہے۔ غرض اسلام نے خلافت کا ایک ایسا نقشہ پیش کیا ہے جس میں امیر و مامور و خلیفہ اور جماعت کے درمیان ایک لمحہ کے لیے بھی حاکم و محکوم کا علاقہ قائم نہیں ہونے پاتا اور عدل و انصاف میں مساواتِ عام کو اساس بنا کر جماعتی اور شخصی اقتدار کی جنگ کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ حسبِ ذیل آثار سے امیرِ اسلام کی حیثیت کے متعلق ایک جھلک معلوم ہو سکتی ہے:

عن الحسن قال کتب عمر الی ابی موسیٰ ان الاعمال مؤداة الی الامیر ما ادی الامیر الی الله عز وجل۔ (کتاب الاموال ص۵)

"حسنؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو خط لکھا جس میں مذکور تھا کہ "بلاشبہ رعایا کے اعمال اس وقت تک "امیر" کی طرف رجوع رہیں گے جب تک "امیر" خدا کی طرف رجوع رہے گا اور نیابتِ الٰہی کی ذمہ داری کو ادا کرتا رہے گا۔"

قال انس بن مالک عن معاذ بن جبل قال یا رسول اللهؐ ارایت ان کان علینا امر لا یستنون سنتک ولا یاخذون

بامرک فما تامرنا فی امرھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعۃ لمن لم یطع اللہ۔ (رواہ احمد)

„حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ معاذ بن جبلؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ یہ فرمائیں کہ اگر ہم پر ایسے امیر مسلط ہو جائیں جو نہ آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوں اور نہ آپ کے ارشاد کی پرواہ کرتے ہوں تو ان کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کی اطاعت نہیں کرتا تو مخلوق پر اس (امیر) کی اطاعت باقی نہیں رہتی۔"

قال علی بن ابی طالب علیہ السلام کلمات اصاب فیھن الحق قال بحق علی الامام ان یحکم بما انزل اللہ وان یودی الامانۃ فاذا فعل ذالک فحق علی الناس ان یسمعولہ ویطیعوا ویجیبوہ اذا دعا۔ (کتاب الاموال ص۵)

„حضرت علی فرماتے ہیں چند کلمات ہیں جن میں حق کہا گیا ہے۔ فرمانے لگے امام پر واجب ہے کہ وہ قرآن عزیز کے مطابق فیصلے دے اور امانت کو شعار بنائے۔ پس اگر اس نے ایسا کر لیا تو لوگوں پر واجب ہے کہ اس کی سنیں اور اطاعت کریں اور اگر وہ کسی امر کے متعلق بلائے تو اس کو قبول کریں۔ ورنہ نہیں۔"

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من امتی احد ولی عن امر الناس شیئا لم یحفظھم بما حفظہ بہ نفسہ واھلہ الا لم یجد رائحۃ الجنۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے اگر کوئی شخص لوگوں کے معاملات کا والی بنا اور اس نے ان کے معاملات کی اس طرح حفاظت نہ کی جس طرح اپنی اور اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتا ہے تو جنت کی بُو بھی نہ پا سکے گا۔"

التزام جماعت واطاعت امیر

پس اگر خلیفہ، امیر یا امام نیابت الٰہی کے بنیادی اصولوں کا پابند ہے، تو پھر اسلام نے جمہور کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ نیابتِ الٰہی کے حامل خلیفہ کی پیروی کریں، کیونکہ یہ پیروی اس کی شخصیت کی پیروی نہیں ہے، بلکہ درحقیقت اللہ اور اس کے رسولؐ کی پیروی ہے اور اس مسئلہ کو اس درجہ اہم قرار دیا ہے کہ مسلمانوں کے ہر قسم کے جماعتی نظم اور روزمرہ کی زندگی میں بھی امارت کے مسئلہ کو دخیل اور کارفرما بنا لیا ہے چنانچہ آیات قرآنی اور احادیثِ نبویؐ ان حقائق کے لیے شاہد عدل ہیں۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (نسا)

„اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور حاکموں (امیر) کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہوں"

اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم (الانفال)

„اور اللہ کی پیروی کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ایسا کرو گے تو تمہاری قوت سُست پڑ جائے گی اور ہوا اکھڑ جائے گی۔"

ولا تکونوا کالذین تفرقوا من بعد ما جاءھم البینات (آل عمران)

„اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جن کا یہ حال ہے کہ ان کے پاس خدا کی بینات آئیں، مگر ان کے بعد بھی وہ ٹکڑے ٹکڑے ہی رہے۔"

عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون بعدی خلفاء۔ (الحدیث بخاری وترمذی)

„نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء انجام دیتے تھے جب ایک نبی کا انتقال ہو جاتا تو دوسرا نبی پہلے کا قائم مقام آجاتا۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور قریب ہے کہ (میرے بعد مسلمانوں کی سیاست) خلفاء انجام دیں گے۔"

لا یحل لثلاثۃ یکون فی الفلاۃ من الارض الا امروا علیھم احدھم (مسند احمد ومشکوٰۃ)

„رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی اگر چٹیل میدان میں بھی موجود ہوں تو ان کے لیے بغیر اس بات کے کہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنا لیں، زندگی گذارنا جائز نہیں ہے۔"

عن ابی ھریرۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من خرج من الطاعۃ وفارق الجماعت فمات میتۃ جاھلیۃ۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جو شخص اطاعت سے (امیر) باہر ہوگیا اور جماعت سے علیحدہ ہوگیا اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔"

لا اسلام الا بجماعت
ولا جماعۃ الا بامارۃ
ولا امارۃ الا بطاعۃ

(جامع الابن عبد البر ص۶۲)

فاروق اعظم نے فرمایا:

"اسلام بغیر جماعت کے نہیں ہے اور جماعت امارت کے بغیر نہیں اور امارت بغیر اطاعت کے نہیں ہے۔"

عن عروۃ قال خطب ابوبکر رضی اللہ عنہ فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال امابعد فانی ولیت امرکم ولست بخیرکم ولکنہ نزل القرآن و سن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و علمنا فعلمنا وان اقواکم عندی الضعیف حتی اخذ لہٗ بحقہ وان اضعفکم عندی القوی حتی اخذ منہ الحق ایھاالناس انما انا متبع ولست بمبتدع فان انا احسنت فاعینونی وان انا زغت فقومونی اقول قولی ھذا و استغفر اللہ لی ولکم۔

"حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے خطبہ دیا اول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا بعد حمد و صلوٰۃ میں تمہارا امیر بنا دیا گیا ہوں، حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں، لیکن قرآن عزیز نازل ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت (حدیث) کو بیان فرمایا۔ ہم نے ان کو سیکھا اور اس پر عمل کیا اور بلاشبہ تمہارے زبردست میرے لیے اس وقت تک کمزور ہیں جب تک میں ان سے ان پر واجب شدہ حق نہ لے لوں اور بلاشبہ تمہارے زبردست میرے پاس اس وقت تک زبردست ہیں جب تک کہ میں ان کا غصب شدہ حق واپس نہ لے لوں۔ اے لوگو! میں (احکام اسلام کا) پیرو ہوں، کسی بدعت کا موجد نہیں ہوں، پس اگر میں نیکی کی زندگی اختیار کروں تو میری مدد کرو اور اگر کجی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کردو۔ میں یہی باتیں کہتا ہوں اور اپنے اور تمہارے لیے خدا سے مغفرت چاہتا ہوں۔"

(کتاب الاموال ص۲۶۶)

عن سلمان قال ان الخلیفہ ھو الذی یقضی بکتاب اللہ و یشفق علی الرعیہ شفقۃ الرجل علی اھلہ فقال کعب الاحبار صدق

الاسلام والحضارۃ العربیہ ص۱۳۱/۲

"حضرت سلمانؓ فرماتے کہ صحیح معنی میں (خلیفہ) وہی ہے جو کتاب اللہ (قرآن) کے مطابق فیصلہ کرے اور رعیت پر اس طرح شفقت کرے جس طرح ایک شخص اپنے اہل و عیال پر شفقت کرتا ہے۔ کعب احبار نے یہ سنا تو کہا سلمانؓ نے سچ کہا۔"

شوریٰ

اور جس طرح "امّتِ مسلمہ" پر لزوم جماعت اور اطاعت امیر کو ضروری قرار دیا، اسی طرح امیر (خلیفہ) پر یہ واجب کیا کہ وہ مہماتِ امور میں اہلِ حل و عقد سے مشورہ کرے اور حسبِ اقتضا معاملات جمہور سے بھی مشورہ کرنا اپنے اہم فرائض میں سمجھے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد ربانی ہے:

وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ

(آلِ عمران)

"اور ان (صحابہؓ) سے معاملات میں مشورہ کرو اور جب کسی بات پر تمہارا عزم قائم ہوجائے تو پھر صرف اللہ پر بھروسہ رکھو۔"

علماء اسلام کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اولوالعزم پیغمبر کے لیے "کہ ان پر شب و روز وحی نازل ہوتی رہتی تھی اور اس لیے مشورہ کے محتاج نہیں تھے" مشورہ کرنے کا حکم نازل ہوا تو خلفاءِ اسلام کے لیے تو یہ امر بلاشبہ وجوب کا درجہ رکھتا ہے اور اسی لیے حکومتِ اسلامی کو "شورائی طرز حکومت" کہا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں

لا غنی لولی الامر عن المشاورۃ فان اللہ امر بھا نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فغیرہ صلی اللہ علیہ وسلم اولی بالمشورۃ

"امیر (خلیفہ) کو مشورہ کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے تو پھر آپکی ذاتِ اقدس کے سوا دوسرے تو بہت زیادہ مشورہ کے محتاج ہیں۔"

تلخ و شیریں

اصغر علی حصاروی

”کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی؟“

بنگلہ دیش میں ایک ہزار سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔ (ایک خبر)۔

محکمۂ اخبارات کے نجومیوں نے پیشن گوئی کی ہے کہ بنگلہ دیش کی طرح آئندہ ہفتے میں ۱۹ اکتوبر تک سیاسی قیدیوں کی رہائی کی بارانِ رحمت پاکستان پر بھی چھا جائے گی۔ اور سیاسی گرج چمک کے ساتھ عنقریب اس بارہ میں ایک عدد اہم اعلان کی توقع بھی ہے۔

مسٹر کھر نے پنجاب کے لیے کیا قربانی دی ہے۔ (ملک اختر)۔

ملک غلام مصطفےٰ کھر جب تک پنجاب کے لیے اپنی قربانیوں کی فہرست مرتب کرتے ہیں تب تک ملک اختر صاحب ہی پنجاب کے لیے اپنی قربانیاں گنوا دیں۔!!

مولانا مودودی اور کھر کی حالیہ ملاقات سیاسی اہمیت کی حامل نہیں ہے۔

(میاں طفیل محمدؐ)

اگر کوئی سیاسی آدمی غیر سیاسی پروگرام کے تحت الیکشن کے دنوں میں کسی کے پاس گپ شپ کے لیے کچھ دیر جا بیٹھے تو لوگ اس گپ شپ کو خواہ مخواہ سیاسی اہمیت کی حامل سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ بڑے عجیب لوگ ہیں۔

سیرت اور میلاد کمیٹیوں میں رابطہ کے لیے قومی سیرت کمیٹی قائم کر دی گئی۔ مذہبی امور کے وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی کمیٹی کے سربراہ ہوں گے۔ (ایک خبر)

سیرت اور میلاد کی مبارک مجالس اور محافل کو کمیٹیوں کا نام دینا۔ پھر ان کمیٹیوں میں رابط کے نام پر ایک قومی سیرت کمیٹی قائم کرنا اور پھر وفاقی وزیر اوقاف صاحب کا خود قومی سیرت کمیٹی کا سربراہ بن جانا علماء کرام کو قومی تحویل میں لینا نہیں تو اور کیا ہے۔

کھر کے دور میں مختلف لیڈروں کے خلاف قائم کئے جانے والے مقدمات واپس لے لیے جائیں گے۔ (عبدالقیوم)

خدا کرے کہ مقدمات ۱۹ اکتوبر سے پہلے پہل واپس لے لیے جائیں۔ اس سے عوامی حکومت کے وقار میں اضافہ کے علاوہ ووٹوں میں بھی اضافہ ہو گا۔ یہی بہترین موقعہ ہے ورنہ الیکشن کے بعد مقدمات واپس لینے کا کوئی فائدہ نہیں۔

پیپلز پارٹی نے اپنے تمام وعدوں پر عمل کیا ہے۔ ”شیخ رشید“

بالکل سچ ہے جناب شیخ جی!

کون کمبخت ہے جو اسے بلا چوں و چرا سچ نہ مانے!! پیپلز پارٹی نے تمام عوام کو روٹی مہیا کر دی ہے۔ کوئی گداگر پاکستان میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتا۔ تمام عوام کو نئے کپڑے پہنا دیئے گئے۔ تلاشِ بسیار کے باوجود ایک آدمی بھی ننگا نہیں ملے گا۔ تمام بے گھر عوام کو نئے فلیٹ تعمیر کر کے دے دیئے گئے ہیں۔ کوئی بے گھر فٹ پاتھوں پر سویا ہوا نظر نہیں آئے گا۔ اس کے علاوہ ساڑھے بارہ بارہ کلّے تو ہر ایک کاشتکار کو مع جملہ مالکانہ حقوق کے مل چکے ہیں۔

انتظامی اختیارات پر بدستور نوکر شاہی مسلط ہے۔ ”ڈاکٹر مبشر حسن“

اختیارات اگر نوکر شاہی کے پاس ہیں تو کیا عوامی حکومت بے اختیار چپڑاسیوں کی جماعت ہے۔؟؟ کیا عوامی اصلاحات فضا میں نافذ ہیں۔

پاکستان میں اسلام کے سوا کسی غیر ملکی نظریئے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

”ایک شہ سرخی از مولانا کوثر نیازی“

پاکستان میں تو گنجائش نہیں لیکن پاکستان پیپلز پارٹی میں تو غیر ملکی نظریہ رکھنے والوں کے لیے کافی گنجائش ہے۔

میرے اس اعلانِ اسلام کو وزیر اعظم بھٹو کی مکمل تائید و حمایت حاصل ہے۔

(ذیلی سرخی از مولانا کوثر نیازی)

وزیر اعظم بھٹو کی مکمل تائید و حمایت کے بغیر تو آپ اسلام کا اعلان بھی نہیں کر سکتے۔ عمل تو کجا۔

صرف اسلام ہی ہمارے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ ”کوثر نیازی“

صرف اسلام ہی ہمارے تمام مسائل کا حل پیش کرتا تو ”سوشلزم ہماری معیشت ہے“ کا نعرے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ مولانا! گستاخی معاف!! ہمیں تو یہ آپ کی کوئی الیکشنی تقریر معلوم ہوتی ہے۔

رنگ محل پیپلز پارٹی کے چیئرمین جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے جاں بحق ہو گئے۔ ”ایک خبر“

چچا غالب فرما گئے ہیں۔

ع۔ کہیں مر گئے نہ ہوتے اگر اعتبار ہوتا!!

چچا غالب تو اس لیے نہ مرے کہ ان کو اعتبار نہ ہوا۔ ہو سکتا ہے چیئرمین مذکور مرحوم کو اپنی پارٹی کے امیدوار کی فتح یابی کا اعتبار ہو گیا ہو۔

بنگلہ دیش میں ایک جوہڑ سے ہتھیاروں کا بہت بڑا ذخیرہ برآمد ہوا۔ ”ایک خبر“

حلقہ نمبر ۶ کے جوہڑوں کا بھی جائزہ لینا چاہیے۔ بالفرض اگر ہتھیاروں کا ذخیرہ برآمد نہ ہوا تو زیرِ آب تہ میں گیس کا ذخیرہ ملنے کا قوی امکان ہے۔ ہو سکتا ہے ایٹمی جراثیم بھی مل جائیں!

زاہد الراشدی

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

اور ان کی تحریک

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب شعور کی آنکھ کھولی تو سلطنتِ مغلیہ کا چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ طوائف الملوکی ڈیرہ ڈالے ہوئے تھی اور فرنگی تاجر کمپنیاں دھیرے دھیرے مغل حکمرانوں کی جگہ لینے کے لیے آگے بڑھ رہی تھیں۔ مرہٹے ایک طاقتور سیاسی قوت کی حیثیت اختیار کرتے جا رہے تھے اور برصغیر ان کے قبضے میں چلے جانے کا خطرہ دن بدن بڑھتا جا رہا تھا۔ حضرت امام ولی اللہؒ نے فوری حکمتِ عملی کے طور پر مرہٹوں کی سرکوبی اور ان کے خطرہ سے نجات حاصل کرنے کے لیے افغانستان کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی رہ سے رابطہ قائم کیا اس سے مدد مانگی اور احمد شاہ ابدالی رہ، حضرت شاہ صاحب رہ اور دیگر دردمند ہندی مسلمانوں کی استدعا پر مرہٹوں کے خلاف ان کی امداد کے لیے آگے بڑھا۔ اور پھر ۱۷۶۱ء میں پانی پت کا وہ تاریخی معرکہ بپا ہوا جس نے "عظیم تر مرہٹہ ریاست" کے تصور کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاک میں ملا دیا۔ مرہٹوں کا زور ٹوٹ گیا۔ دو لاکھ سے زائد مرہٹہ فوجی میدان جنگ میں کام آئے اور احمد شاہ ابدالیؒ جو خود ہندوستان کی بادشاہت حاصل کر سکتا تھا، حکومت شاہ عالم ثانی کے سپرد کر کے واپس چلا گیا۔

اس خطرہ سے نجات حاصل کرنے کے بعد سلطنتِ مغلیہ کا روز افزوں زوال اور فرنگی کمپنیوں کا بڑھتا ہوا اثر و رسوخ حضرت شاہ صاحب کے سامنے تھا۔ فرنگی جنگ پلاسی میں سراج الدولہ کو شہید کر کے ۱۷۵۷ء میں بنگال پر قبضہ کر چکے تھے۔

حیدر آباد دکن، اودھ اور میسور پر فرنگی کی للچائی ہوئی نظریں صاف دکھائی دے رہی تھیں اور مغل بادشاہ، شاہ عالم ثانی رہ، احمد شاہ ابدالی رہ کی عظیم قربانی اور فراخدلانہ ایثار کے باوجود ہوش میں نہیں آیا تھا، ایسے میں حضرت شاہ صاحبؒ نے سلطنتِ مغلیہ کے بوسیدہ کھنڈرات کو سہارا دینے کی بجائے "فک کل نظام" (ہمہ گیر انقلاب) کا نعرہ لگایا۔ شاہ صاحب یہ سمجھ چکے تھے کہ مغلیہ سلطنت کو جب احمد شاہ ابدالی رہ کی قربانی و ایثار سہارا نہیں دے سکی تو اس کے دن گنے جا چکے ہیں۔ اس کو سہارا دینے یا اس کی اصلاح کی توقع رکھنے کے بجائے اس ترقی پذیر قوت کے مقابلے کی تیاری کرنی چاہیے جو سلطنتِ مغلیہ کی جگہ لینے والی ہے۔ چنانچہ شاہ صاحب نے ایسا ہی کیا۔ فرنگی کے تسلط کو ایک یقینی امر سمجھتے ہوئے اس دوررس نگاہ رکھنے والے مردِ درویش نے فرنگی کے مقابلہ میں ایک فکری و عملی مکتبِ فکر کی بنیاد رکھی

ولی اللّٰہی افکار

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے سب سے پہلے قرآن کریم کا اس وقت کی مروجہ زبان فارسی میں ترجمہ کیا اور ان کے فرزند حضرت شاہ عبد القادر اور حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے اسے اردو کا جامہ پہنایا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے آنے والے دور کے مسائل کو محسوس کرتے ہوئے انقلاب فرانس سے پچاس سال قبل اور کارل مارکس کی پیدائش سے ۱۰۰ سال قبل انسان کے جمہوری، معاشرتی و اقتصادی حقوق کی قرآن و سنت کی روشنی میں وضاحت فرمائی۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر حضرت شاہ صاحبؒ کی تعلیمات کا مختصر سا خلاصہ پیش کر دیا جاتے جو ان کی معرکۃ الآراء تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ" اور دیگر تصانیف سے ماخوذ ہے۔

سیاسی اصول
اور شہریوں کے بنیادی
حقوق

۱- زمین کا مالک حقیقی خدا ہے۔ باشندگانِ ملک کی حیثیت وہ ہے جو کسی مسافر خانے میں ٹھہرنے والے لوگوں کی ہوتی ہے ملکیت

ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حقِ انتفاع (فائدہ اٹھانے کا حق) میں کسی دوسرے کی دخل اندازی قانوناً ممنوع ہے

۲- سارے انسان برابر ہیں۔ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مالکِ ملک، ملک الناس مالکِ قوم یا انسانوں کی گردنوں کا مالک سمجھے، نہ کسی کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی صاحبِ اقتدار کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرے۔

۳- ریاست کے سربراہِ کار کی وہ حیثیت ہے جو کسی وقف کے متولی کی ہوتی ہے۔ وقف کا متولی اگر ضرورت مند ہو تو اتنا وظیفہ لے سکتا ہے کہ عام باشندۂ ملک کی طرح زندگی گذار سکے۔

۴- روٹی، کپڑا، مکان اور ایسی استطاعت، کہ نکاح کر سکے اور بچوں کی تعلیم و تربیت کر سکے بلا لحاظ مذہب و نسل ہر ایک انسان کا پیدائشی حق ہے۔

۵- مذہب، نسل یا رنگ کے کسی تفاوت کے بغیر عام باشندگان کے لیے ملک کے معاملات میں یکسانیت کے ساتھ عدل و انصاف، ان کے جان و مال کی حفاظت، حق ملکیت میں آزادی، حقوقِ شہریت میں یکسانیت ہر باشندۂ ملک کا بنیادی حق ہے۔

۶- زبان اور تہذیب کو زندہ رکھنا ہر ایک فرقہ کا بنیادی حق ہے۔

اِقتصادی اُصول

۱- دولت کی اصل بنیاد محنت ہے۔ مزدور اور کاشت کار قوت کاسبہ (کمانے والی قوت) ہیں۔ باہمی مدنیت (شہریت) کی روحِ رواں باہمی تعاون ہے۔ جب تک کوئی شخص ملک و قوم کے لیے کام نہ کرے ملک کی دولت میں اس کا کوئی حصّہ نہیں۔

۲- جوا، سٹہ اور عیاشی کے اڈے ختم کیے جائیں جن کی موجودگی میں تقسیم دولت کا صحیح نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اور بجائے اس کے کہ قوم اور ملک کی دولت میں اضافہ ہو، دولت بہت سی جیبوں سے نکل کر ایک طرف سمٹ آتی ہے۔

۳- مزدور کاشت کار اور جو لوگ ملک اور قوم کے لیے دماغی کام کریں، دولت کے اصل مستحق ہیں۔ ان کی ترقی و خوشحالی ملک اور قوم کی ترقی اور خوش حالی ہے، جو نظام ان قوتوں کو دبائے وہ ملک کے لیے خطرہ ہے اس کو ختم ہو جانا چاہیے۔

۴- جو سماج محنت کی صحیح قیمت ادا نہ کرے اور مزدوروں اور کاشت کاروں پر بھاری ٹیکس لگائے، قوم کا دشمن ہے۔ اس کو ختم ہو جانا چاہیے۔

۵- ضرورت مند (مجبور) مزدور کی رضامندی قابل اعتبار نہیں جب تک اس کی محنت کی وہ قیمت ادا نہ کی جائے جو امدادِ باہمی کے اصول سے لازم ہوتی ہے۔

۶- جو پیداوار یا آمدنی تعاون باہمی کے اصول پر نہ ہو وہ خلاف قانون ہے۔

۷- کام کے اوقات محدود کیے جائیں۔ مزدوروں کو اتنا وقت ضرور ملنا چاہیے کہ وہ اخلاقی و روحانی اصلاح کر سکیں اور ان کے اندر مستقبل کے متعلق غور و فکر کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔

۸- تعاونِ باہمی کا بہت بڑا ذریعہ تجارت ہے۔ لہٰذا اس کو تعاون کے اصول پر ہی جاری رہنا چاہیے۔ پس جس طرح تاجروں کے لیے جائز نہیں کہ وہ بلیک مارکیٹ یا غلط قسم کی کمپی ٹیشن سے تعاون کی روح کو نقصان پہونچائیں ایسے ہی حکومت کے لیے درست نہیں کہ بھاری ٹیکس لگا کر تجارت کے فروغ و ترقی میں رکاوٹ پیدا کرے یا رخنہ ڈالے۔

۹- وہ کاروبار جو دولت کی گردش کو کسی خاص طبقہ میں منحصر کر دے، ملک کے لیے تباہ کن ہے۔

۱۰- وہ شاہانہ نظامِ زندگی جس میں چند اشخاص یا چند خاندانوں کی عیش و عشرت کے سبب دولت کی صحیح تقسیم میں خلل واقع ہو، اس کا مستحق ہے کہ اس کو جلد از جلد ختم کر کے عوام کی مصیبت ختم کی جائے اور ان کو مساویانہ زندگی کا موقع دیا جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے آئندہ جدوجہد کے لیے فکری بنیادیں مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ جماعت بندی بھی شروع کر دی۔ دہلی میں ہیڈ کوارٹر قائم کیا۔ متعدد شاگردوں اور خصوصاً اپنے خاندان کے افراد کو خصوصیت کے ساتھ تربیت دی۔

مولانا عاشق مظفر نگریؒ، مولانا نور اللہ میرٹھیؒ مولانا محمد امین کشمیریؒ، مولانا مخدوم لکھنویؒ، مولانا حسین احمد ملیح آبادی اور مولانا شاہ ابوسعید بریلویؒ پر مشتمل خصوصی گروپ قائم کیا۔

دہلی کے علاوہ ۱، تکیہ شاہ علم اللہ رائے بریلی۔ ۲، نجیب آباد۔ ۳، لکھنؤ اور ۴، مدرسہ ملا معین الدین ٹھٹھہ سندھ بھی اسی تحریک کے مراکز تھے۔

●

سلطان ٹیپو شہیدؒ

تکیہ شاہ علم اللہ رائے بریلی کا معروف روحانی مرکز تھا حضرت جہاں حضرت شاہ ابوسعیدؒ جیسے صاحب علم و فضل، ارادتمندوں کی علمی و روحانی پیاس بجھاتے تھے۔ بالاکوٹ کے امیرِ جہاد حضرت سید احمد شہیدؒ آپ ہی کے نواسے تھے اور میسور کا مجاہدِ اعظم سلطان ٹیپو شہیدؒ بھی اسی خانوادے سے متعلق اور حضرت شاہ ابوسعیدؒ کے پوتے شاہ ابواللیثؒ کا مرید تھا جو آخری دم تک فرنگی کا مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر گیا۔

دار الحرب کا فتوےٰ

تحریک کے لیے فکری بنیادیں فراہم کر کے

اور اس فکر کی بنیاد پر عملی جدوجہد کے لیے مختلف مراکز پر تربیتی مراکز قائم فرما کر حضرت شاہ ولی اللہؒ اس دنیا سے رخصت ہوئے اور آپ کی جانشینی کا اعزاز آپ کے فرزند حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے حصہ میں آیا۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے ایک سعادت مند بیٹے کی حیثیت سے اپنے عظیم باپ کے ورثہ کو سینے سے لگایا اور تحریک کو آگے بڑھانے کی تگ و دو میں مصروف ہوگئے۔ شاہ صاحبؒ کے دور کا سب سے بڑا اور تاریخ ساز کارنامہ وہ فتویٰ ہے جو آپ نے دہلی میں انگریزوں کی فرمانروائی عمل میں آنے کے بعد جاری کیا اور جس میں ہندوستان کو دارالحرب قرار دیکر فرنگی کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا۔ یہی فتویٰ بعد میں آزادی کی تمام مسلم تحریکوں کے لیے بنیاد بنا۔ یہ فتوے فتاویٰ عزیزی میں موجود ہے اور اس میں حضرۃ شاہ عبدالعزیزؒ نے یہ اعلان کیا کہ ۱۔ چونکہ شہری آزادیاں سلب ہوچکی ہیں۔ ۲۔ قانون سازی کے اختیارات عیسائیوں کے ہاتھ میں ہیں اور ۳۔ مذہب کا احترام ختم کردیا گیا ہے اس لیے ہندوستان دارالحرب ہے اور جہاد فرض'

اس فتویٰ کی پاداش میں حضرت شاہ صاحب کو جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ان کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ کے جسم پر چھپکلی کا ریٹن مل کر برص پیدا کیا گیا، آپ کو دو مرتبہ دہلی بدر کیا گیا اور ایک بار آپ کو اہلِ خاندان سمیت شاہدرہ تک پیدل آنا پڑا۔ ایک روایت ہے کہ ان مظالم کی وجہ سے آپ آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے، لیکن عظیم باپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تحریک ولی اللّٰہی کی قیادت آپ نے جاری رکھی اور ظلم و جبر کا کوئی وار آپ کے قدموں کو ڈگمگا نہ سکا۔ حضرۃ شاہ صاحب نے تعلیم و تربیت، تبلیغ و وعظ اور رُوحانی سلسلہ کے علاوہ باقاعدہ جنگی تربیت بھی شروع کرادی تھی۔ آپ ہی کی ہدایت پر شاہ ابوسعید بریلویؒ کے نواسے سید احمد شہیدؒ کو امیر علی خاں کی فوج میں بھرتی کرایا گیا۔ جہاں حضرت شہید نے نہ صرف مکمل فوجی تربیت حاصل کی، بلکہ فرنگی کے خلاف مختلف معرکوں میں حصّہ بھی لیا۔

جہاد بالاکوٹ

شاہ عبدالعزیزؒ اپنے حصّہ کا کام کرکے رخصت ہوئے تو تحریکِ ولی اللّٰہی کی باگ ڈور حضرت شاہ محمد اسحاقؒ کے حصہ میں آئی اور سید احمد شہیدؒ کے ساتھ شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحئی کو ملاکر جہاد کی تیاری کے لیے ایک الگ گروپ قائم کردیا گیا۔ ان تین بزرگوں نے بہت جلد ملک کے متعدد حصوں کا دورہ کرکے ہزاروں افراد کو اس مقصد کے لیے تیار کرلیا۔ ایک بار سینکڑوں افراد کی معیت میں حج بیت اللہ کے لیے بھی گئے۔ یہ سب کچھ جہاد کی تیاری کے مختلف مراحل تھے۔ جہاد کے لیے سب سے زیادہ ضروری امر یہ تھا کہ کسی ایسے علاقے میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کرلیا جائے جہاں بیٹھ کر دل جمعی کے ساتھ تحریک آزادی کو کنٹرول اور فرنگی کی فوجوں کا مقابلہ کیا جاسکے۔ چنانچہ نگہِ انتخاب صوبہ سرحد کے علاقہ پر پڑی اور اس خطہ کو اس مقصد کے لیے موزوں خیال کرتے ہوئے مجاہدین کا قافلہ تبلیغ کرتے ہوئے مذہبی وعظ کے بہانے راجستھان، سندھ، خیرپور ڈیرہ غازی خان اور بلوچستان وغیرہ کے علاقوں سے ہوتا ہوا آزاد علاقہ پہونچا اور مختلف جھڑپوں کے بعد سکھوں سے پشاور چھین کر وہاں امیرالمومنین سید احمد شہیدؒ کی سربراہی میں آزاد حکومت قائم کردی۔ قرآن و سنت کا نظام نافذ ہوا۔ بیت المال قائم کیا گیا۔ شرعی حدود و تعزیرات کا نفاذ ہوا اور فرنگی سامراج کے خلاف جہاد کے لیے ایک آزاد ریاست معرضِ وجود میں آئی، مگر خود غرضوں کی بوالہوسی کا اندازہ کیجیے کہ بقول ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر:

فرنگی نے ڈپلومیسی سے کام لیتے ہوئے ان مجاہدین کے خلاف "وہابیت" کا نفرت خیز پروپیگنڈہ شروع کردیا جس کے نتیجے میں بعض خوانین نے غداری کی اور انگریزیت کے بعد برصغیر میں قائم ہونے والی اسلامی حکومت بے دردی کے ساتھ ختم کردی گئی اور مجاہدین کا پورا قافلہ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی قیادت میں پوری پامردی کے ساتھ شیر سنگھ کی فوجوں اور فرنگی کی ڈپلومیسی کا مقابلہ کرتے ہوئے ۷ رمئی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ کی وادی میں جامِ شہادت نوش کرگیا۔

شہادت گاہ بالاکوٹ کے بعد شاہ محمد اسحاق اور شاہ محمد یعقوبؒ خانوادۂ ولی اللّٰہی کے متعلقین سے ازسرِنو رابطہ قائم کرنے اور تحریک ولی اللّٰہی کو نئے سرے سے منظم کرنے کے لیے مدینہ منورہ چلے گئے۔ وہاں ان کے خلاف مختلف شکایتیں کرکے فرنگی کے ایجنٹوں نے انہیں وہاں سے نکلوانے کی سازشیں کیں، مگر خلافتِ عثمانیہ کا دور تھا، سازشیں کامیاب نہ ہوئیں۔ بالآخر دہلی میں اس خاندان کی جائیداد ضبط کرلی گئی۔

علماء صادق پور

صادق پور کے مولانا ولایت علی، مولانا عنایت علی اور ان کے رفقاء نے شہدائے بالاکوٹ کی طرز پر جہاد کا سلسلہ جاری رکھا۔ یاغستان میں ہیڈ کوارٹر قائم کیا۔ صادق پور اور دوسرے مراکز سے وہاں کمک جاتی رہی اور عرصۂ دراز تک ان غیور و جسور مجاہدین نے سرحد پر فرنگی کو پریشان کیے رکھا۔

اس گروپ پر انبالہ، پٹنہ، مالدہ اور بھاگل پور میں سازش کے متعدد مقدمات قائم ہوئے۔ متعدد رہنماؤں کو تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا اور تہذیب و تمدن کے دعویدار فرنگی نے انتہائی بے دردی کے ساتھ اس عظیم محبِ وطن خاندان کو ظلم و جبر کا نشانہ بنایا۔ رو

پٹنہ کے مقدمہ میں جب مولانا احمد اللہ صادق پوری کو حبس دوام بعبورِ دریائے شور اور ضبطی جائیداد کی سزا دی گئی تو عین عید کے دن —— فرنگی درندوں نے ان کے خاندان کے مکانات کو مسمار کر دیا، سامان ضبط کر لیا اور ان کے صاحبزادہ حکیم عبدالحمید کا دواخانہ ضبط کیا اور ان درندہ صفت حکمرانوں نے اس خاندان کے قبرستان تک کو اکھاڑ دیا لاشوں کو پھینک دیا۔

ٹیٹو میر شہیدؒ

تیسری طرف بنگال کے علاقہ فریدپور میں جہاں سیّد احمدؒ اور شاہ اسمٰعیلؒ کے دو ماہ کے قیام کلکتہ کے دوران متعدد لوگ ان کی خدمت میں آ کر جذبہ جہاد سے سرشار ہوئے تھے۔ نثار علی عرف ٹیٹو میرؒ نے مجاہدین کا گروپ تیار کر کے علم بغاوت بلند کر دیا۔ ضلع فریدپور پر اپنی حکومت قائم کی اور کچھ عرصہ تک فرنگی فوجوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بالآخر ٹیٹو میرؒ فرنگی کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہو گئے اور ان کے دستِ راست مسکین شاہ کو تختہ دار پر چڑھا دیا گیا۔

جنرل بخت خاںؒ

چوتھی طرف سیّد احمد شہید کے خلیفہ اور ولی اللّٰہی فکری خاندان کے نامور چشم و چراغ مولانا سرفراز علیؒ نئی تکنیک کے مطابق فرنگی کے قدم اکھاڑنے کی مساعی میں مصروف تھے۔ ان کی تحریک پر دہلی کے علماء نے فرنگی کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا۔ اس وقت بہادر شاہ ظفر ہندوستان کا بے اختیار بادشاہ تھا۔ اصل اختیارات ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ میں تھے فوجوں میں بے چینی کے آثار پہلے سے موجود تھے اسباب فراہم ہو رہے تھے۔ میرٹھ چھاؤنی میں بغاوت ہوئی، بجنور میں بغاوت ہوئی، علماء دہلی کے فتویٰ نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور مولانا سرفراز علی کی امارت میں علمِ جہاد بلند کر دیا۔

مولانا سرفراز علیؒ کے مرید خاص جنرل بخت خاں ادھیلاؒ نے کمان سنبھالی اور اس طرح ۱۸۵۷ء کا وہ عظیم الشان معرکہ حریّت برپا ہوا جسے آج بھی فرنگی اور اس کی معنوی اولاد غدر کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اور جس کا تصور آج بھی کسی انگریز کے رونگٹے کھڑے کر دینے کے لیے کافی ہے۔ اس کے ساتھ ہی تھانہ بھون ضلع سہارنپور کی عظیم خانقاہ میں بھی جہاد کے لیے صلاح مشورہ شروع ہوا۔ مولانا رحمت اللّٰہ کیرانویؒ کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے دہلی بھیجا گیا۔ رپورٹ ملی تو خانقاہ تھانہ بھون نے فرنگی کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر کر دیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو امیر منتخب کر کے باقاعدہ نظام حکومت قائم کیا گیا۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سپہ سالار مقرر ہوئے اور شاملی کے میدانوں کو جولانگاہ کے طور پر منتخب کر لیا گیا۔ ان مجاہدین نے فرنگی سے توپ اور دیگر ہتھیار چھین کر فرنگی کا مقابلہ کیا۔ شاملی تحصیل پر قبضہ کر لیا جب دہلی میں بعض نام نہاد مسلمانوں کی غداری نے مجاہدین کے حق میں جنگ کا پانسہ پلٹنے اور فرنگی کی واضح شکست کے بعد بھی فتح کو شکست سے تبدیل کر دیا تو شاملی کے محاذ پر بھی فرنگی کا دباؤ بڑھ گیا۔ اس جنگ میں مولانا عبدالجلیلؒ اور حافظ ضامنؒ شہید ہوئے۔ اور شاملی پھر فرنگی کے قبضہ میں چلا گیا۔

فرنگی کے مظالم

۱۸۵۷ء کا عظیم معرکہ جہاد بھی خود غرضوں کی مفاد پرستی کی بھینٹ چڑھ گیا۔ اور فرنگی نے اس بغاوت کا انتقام لینے کے لیے جو طریقے ایجاد کئے انھوں نے ہلاکو خاں اور چنگیز خاں کی روحوں کو بھی شرما دیا۔

بغاوت کے قیدیوں کو دریا میں غرق کر دیا گیا، زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سی کر آگ میں جلا دیا گیا، باہمی بدفعلی پر مجبور کیا گیا، مکانوں میں بند کر کے نذرِ آتش کیا گیا، کرنل ہڈسن نے مغل شہزادوں کو ننگا کر کے قتل کیا۔ ان کی لاشوں کو پاؤں تلے روندا اور پھر چاندنی چوک میں پھنکوا دیا۔

چھ چھ اشخاص کی ٹولیوں کو توپ کے منہ پر باندھ کر گولے کے ساتھ ان کے پرخچے اڑا دیئے گئے۔ ایک ایک درخت پر سینکڑوں علماء کو پھانسی لٹکا دیا گیا۔ ہزاروں علماء کو کالا پانی میں عمر قید کر دیا گیا۔ غرض یہ کہ ظلم و جبر کا جو حربہ بھی فرنگی کی سمجھ میں آ سکتا تھا اس سے گریز نہیں کیا اور تہذیب و تمدن کے ان دعویداروں نے درندگی، بہیمیت اور وحشت و بربریت کی انتہا کر دی۔

تبلیغی مشن

علماءِ کرام اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کی تحریک چلانے والوں کے اس ہمہ گیر قتلِ عام کے ساتھ فرنگی نے برصغیر میں عیسائی تبلیغی مشنوں کا جال بچھا دیا۔ لیکن حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا رحمت اللّٰہ کیرانویؒ نے اپنے رفقاء کی معیت میں فرنگی کے اس تبلیغی حملہ کا پوری پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ آگرہ کے مقام پر عیسائیوں کے سب سے بڑے پادری فنڈر کو مولانا رحمت اللہ نے ایسی عبرتناک شکست دی کہ وہ دوسری بار مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اور ہندوستان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مولانا رحمت اللہؒ نے ”اظہار الحق“ کے نام سے ایک معرکۃ الآرا کتاب لکھی جسے سلطان عبدالعزیز عثمانیؒ نے مختلف زبانوں میں چھپوا کر تقسیم کیا۔ اس کے انگریزی ایڈیشن پر تبصرہ کرتے ہوئے ۱۸۹۱ء میں لندن ٹائمز نے لکھا تھا کہ ”اگر یہ کتاب پڑھی جاتی رہی تو دنیا میں عیسائی مذہب ختم ہو جائے گا۔“ اس امام ولی اللہ کے فکری خوشہ چینوں کے ہاتھوں عیسائی تبلیغی مشن اپنے فطری انجام کو پہنچے۔ ——

تحریر: اسعد رحمانی

بھٹو صاحب سے ایک سوال؟

مسٹر ٹکبٹی کی "غداری" اور "وفاداری"

ہماری بدقسمتی کا عجیب عالم ہے کہ ۲۸ سال کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد بھی آج تک ملک میں قومی زندگی اسی انتشار، افراتفری، بے چینی اور ہنگامہ آرائی کا شکار ہے۔ اس صورتحال کا سبب میرے خیال میں حکمران طبقہ کی غلط سوچ اور ان کا منفی اندازِ فکر ہے۔

یہ صورتِ حال تو بالکل واضح ہے کہ برِصغیر جب انگریز کے جور و جبر کا شکار تھا تو یہاں کے ہر طبقہ نے اپنی اپنی ہمت و طاقت کے مطابق اس پوزیشن کو بدلنے کی کوشش کی۔ تاہم اس حقیقت کا انکار ناممکن ہے کہ اس سلسلہ میں جس طبقہ نے ہراول کا کردار ادا کیا وہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کی معنوی اولاد تھی، جو علم و عمل، تقویٰ و ورع کے ساتھ آزادی و حریت کا نشانِ مجسم تھے۔ اور ذاتی مفادات کا خواہاں ایک ٹولہ ایسا بھی تھا جس نے اجتماعی جدوجہد سے اپنے کو الگ تھلگ رکھا۔ بلکہ اس جدوجہد کو سبوتاژ کرنا اپنی زندگی کا مقصد بنالیا۔

وہ مجاہدینِ حریّت جنھوں نے دو سو سال مسلسل آزادی کی خاطر طویل اور صبر آزما جنگ لڑی تھی۔ مسلم لیگ کے اس فلسفہ کے مخالف تھے جو آزادی کے بعد سے متعلق تھا۔ اس اختلافِ رائے کی پشت پر معقول دلائل تھے اور اگر یوں کہا جائے کہ حالات و واقعات نے ان دلائل کی مقبولیت واضح کر دی ہے تو کچھ غلط نہ ہوگا۔ لیکن قضا و قدر کا فیصلہ اس کے برعکس تھا۔ اس لیے مسلم لیگ کا فلسفہ کامیاب ہوگیا۔

اس فلسفہ کی کامیابی کے بعد اس سے اختلاف رکھنے والے عناصر و طبقات نے ہر ممکن طریق سے کوشش کی کہ پچھلے دور کے اختلافات کو بھلا کر باہمی رواداری اور خلوص و محبت کے ساتھ تعمیرِ مستقبل کا فریضہ سرانجام دیا جائے لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہوسکا۔ اور اس کی وجہ وہی ہے جو میں نے پہلے عرض کی ہے یعنی حکمران طبقہ کی غلط سوچ اور ان کا منفی اندازِ فکر!

یہ لوگ جو حادثاتی طور پر اب تک ہم پر مسلط ہوتے چلے آرہے ہیں۔ اتنے مغرور تھے اور ہیں کہ پناہ بخدا! انھوں نے خود بھی اپنا اندازِ فکر نہ بدلا اور ان کے ارد گرد جو عناصر تھے وہ شاہ سے زیادہ شاہ پرست واقع ہوئے تھے۔ اس لیے ابتداء ہی میں ہماری قومی زندگی عجیب و غریب اور گوناگوں حوادث کا شکار ہوگئی۔

اس کی واضح مثالیں اگر دیکھنی ہوں تو آپ کو قدم قدم پہ نظر آئیں گی۔ لیکن میں مختصر آپ کی توجہ چند واقعات کی طرف دلاتا ہوں۔ پاکستان کی ہر حکومت نے ہر دور میں علماء حق کے خلاف ایک طرح کی محاذ آرائی کا بازار گرم رکھا۔ اور بعض حکومتیں تو اس معاملہ میں اتنی آگے بڑھ گئیں کہ ان پہ مولوی دشمنی کا بھوت سوار ہوگیا۔ اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔ اس کی ایک اور مثال وہ واقع ہے جس نے قیامِ پاکستان کے بعد ہی فوری طور پر صوبہ سرحد کی ایک ایثار پیشہ اور جانباز کارکنوں کی تحریک یعنی خدائی خدمت گار کا حکومت سے ٹکراؤ ہوگیا اور اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے کہ حکومتی عناصر نے رواداری کا مظاہرہ نہیں کیا۔

اور اس کی تازہ مثالیں دیکھنی ہوں تو ؁۱۹۷۰ء کے انتخاب کے بعد سے لے کر اب تک کے حالات کو دیکھ لیں کہ حکمران پارٹی نے کتنی دھاندلیاں کیں اور کس کس طرح نفرت کے بیج بوئے۔ حتیٰ کہ وہ ان کو بھی سنبھال کر نہ رکھ سکے جو ان کے اپنے تھے۔

اگر بات اسی تک محدود رہتی تب بھی قابلِ برداشت تھی لیکن جب معاملہ اس سے آگے بڑھتا ہے اور کردار کشی کی ناپاک مہم شروع کی جاتی ہے اور کسی فرد یا جماعت کو ملک دشمنی، غداری اور اس نوعیت کے الزامات سے متہم کیا جاتا ہے تو مسئلہ اور ہی بگڑ جاتا ہے۔ آج اگر میں یہ دعویٰ کردوں کہ اس طرزِ عمل نے غدار و وفادار کے حقیقی چہروں پر گرد ڈال دی ہے اور کوئی امتیاز و فرق باقی نہیں رہا تو غلط نہ ہوگا۔

اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں حکمران اپنے آپ کو سٹیٹ، قوم اور ملت کا مترادف قرار دیتے ہیں۔ جب ان کا ذہن یہ بن جاتا ہے تو وہ اپنی ہی مخالفت کرنے والوں کو ملک دشمن قرار دیتے ہیں حالانکہ ملک اور چیز ہے اور حکمران ٹولہ ایک دوسرے روپ کا نام ہے۔

؁ء کے ایکشن کے بعد جن پارٹیوں نے ملک میں مخصوص اہمیت حاصل کی تھی ان میں عوامی لیگ، پیپلز پارٹی، جمعیتہ علماء اسلام اور نیپ تھیں۔ ابتداء میں پی۔پی۔پی کے چیئرمین بھٹو مفتی محمود اور ولی خان سے تعلقات استوار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ اصل مسئلہ مجیب و بھٹو کا تھا۔ اس لیے مفتی صاحب اور خانصاحب نے امکانی کوششیں اس کے لیے وقف کر دیں کہ ان دونوں کی

مصالحت ہو جائے۔ ادر چیئرمین بھٹو صاحب نے شیخ مجیب الرحمٰن کو بڑا بھائی کہا تو امکان پیدا ہو گیا کہ بڑا چھوٹا بھائی بہتر قدم اٹھائیں گے۔ لیکن آئندہ چل کر جو دھینگا مشتی ہوئی اس سے جو افسوسناک صورتِ حال پیدا ہوئی اس سے ایک دنیا آگاہ ہے۔

اس روش سے ملک ٹوٹا اور لاکھوں انسان موت کے منہ میں چلے گئے۔ لیکن "ادھر ہم ادھر تم" کا نعرہ لگانے والوں کی چاندی ہو گئی۔ کہ انھیں کچھ دیر کے لیے حقِ حاکمیت مل گیا۔

چھوٹے بھائی کو جب "نئے پاکستان" کی سربراہی کا شرف حاصل ہوا تو بجائے اس کے کہ وہ حالات سے سبق حاصل کرتے اور رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا کرتے انہوں نے اس رخ پہ چلنا شروع کر دیا جو ملک، قوم اور خود ان کے لیے کسی صورت بہتر نہ تھا۔ تاہم ایک موڑ ایسا آیا کہ انہوں نے مجبور ہو کر سرحد و بلوچستان کی حقیقی قیادت سے سمجھوتہ کیا لیکن اس سمجھوتہ کی تہ میں بھی خلوص و رواداری نہ تھی۔ بلکہ سید مناظر احسن گیلانی کے بقول:

ع بظاہر تو باہم بڑی یاریاں ہیں
دلوں کو ٹٹولو تو بیزاریاں ہیں
جواب یاریاں ہیں وہ عیاریاں ہیں
کہ در پردہ کیا کیا ستم کاریاں ہیں

والا حال رہا اور سمجھوتہ کے بعد بھی حسد و بغض کے جذبات سرد نہ پڑے اور انہوں نے تب جا کر سکھ کا سانس لیا جب ان بہادر انسانوں کی حکومتیں ختم ہو گئیں۔ لیکن ابھی انہیں سکون کامل نصیب نہ ہوا تھا کہ اس سے اگلا مرحلہ باقی تھا اور وہ تھا ان لوگوں کو جور و جفا کا نشانہ بنانا۔ چنانچہ اس کے لیے بلوچستان کے ایک سردار جناب محمد اکبر بگٹی کی خدمات حاصل کی گئیں انہیں اپنے ساتھ روس لے گئے۔ وہاں سے بھٹو صاحب واپس ملک آ گئے تو انہیں لندن کی سیر کی اجازت دے دی۔ اس زمانہ میں بعض اخبارات بگٹی پر برستے رہے لیکن ان کو اپنے پہلو میں بٹھانے والے سے کسی نے نہ پوچھا کہ ایسا کیوں؟ اور پھر بگٹی صاحب وطن آ گئے۔ یہاں انھیں اپنے مقاصد کے لیے پھر استعمال کیا گیا۔ حتیٰ کہ پورے سرکاری انتظامات کے تحت انھیں لاہور کے جلسۂ عام میں عوام سے مخاطب کرایا گیا۔ اس جلسہ پہ انھوں نے جو کچھ کہا وہ اخبارات کے اوراق میں موجود ہے۔

اس جلسہ کو بنیاد بنا کر اور بگٹی صاحب کے خیالات کی شہہ پر اس مظلوم طبقہ کو تختہ مشق بنایا گیا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اس دھاندلی کا انجام بگٹی صاحب کو بصورت گورنری ملا اور وہ ۲۰ ماہ سے زائد بلوچستان میں گورنر رہے۔ ان کے زمانہ گورنری میں جمہوریت کی مٹی پلید ہوئی، کارکنوں پر زیادتیاں ہوئیں۔ مولانا شمس الدینؒ اور نواب اچکزئی جور و جفا کا نشانہ بنے اور مختصر یہ کہ اس ذاتِ شریف کے زمانہ میں ظلم کی نئی نئی قسمیں ایجاد ہوئیں۔ لیکن ان ساری چیزوں کے باوجود وہ بھٹو صاحب کی ناک کا بال تھے۔ ان کے دستِ راست تھے۔ محض اس لیے کہ ان کے کل کے حلیف ولی خاں وغیرہ پسیں اور مزید پریشان ہوں۔

لیکن پھر ایک وقت ایسا آیا کہ بگٹی بھٹو میں کشمکش پیدا ہو گئی اور بگٹی صاحب گورنر ہاؤس خالی کر کے چلے گئے۔ گورنر ہاؤس خالی کرنے کے بعد کچھ عرصہ تو وہ خاموشی کی زندگی گزارتے رہے لیکن اب جب کہ مسٹر بھٹو کے دستِ راست، جانشینِ اول، دورِ جدوجہد کے ساتھی مسٹر کھر انہیں خیرباد کہہ کر ایک طرف ہو گئے تو بگٹی صاحب بلوچستان سے لاہور تشریف لائے اور کھر کی باہوں میں باہیں ملا کر چلنا شروع کر دیا۔ حکمران ٹولہ کے لیے یہ سانحہ اچانک اور پریشان کن تھا۔ اس لیے انھوں نے اپنے پروپیگنڈہ وسائل کا سہارا لے کر بگٹی صاحب کو مجیب کا ساتھی، ہندو نواز، ہندوستان سے کنفیڈریشن کا حامی اور نہ معلوم کس کس خطاب سے نوازنا شروع کر دیا۔ اور نام نہاد انجمنوں کا سہارا لے کر طویل و عریض اشتہارات چھپوانے شروع کر دیئے۔

جہاں تک بھٹو کھر، بھٹو رائے، بھٹو تالپور، بھٹو بگٹی یا دوسرے حضرات کی لڑائی کا تعلق ہے ہم اس پر فی الحال کچھ تبصرہ کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن اس موقع پر براہ راست مسٹر بھٹو سے ایک سوال کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اور آپ کی مشنری کو بگٹی صاحب میں جو کیڑے اب نظر آ رہے ہیں یہ پہلے نظر نہ آئے؟

جب آپ نے انہیں لاہور موچی دروازہ میں کھڑا کیا اور ان کے خطاب دل نواز کو پرائم منسٹر ہاؤس میں بیٹھ کر مزے لے کر سنا۔ اس وقت یہ باتیں آپ کو نظر نہ آئیں؟

جب خاندانِ سادات کے فرزندِ جلیل مولانا شمس الدینؒ اور خان عبد الصمد اچکزئی کا خونِ ناحق بلوچستان کی سرزمین پہ بہا تب آپ کہاں تھے؟

اکثریت کے ہوتے ہوئے آپ نے گورنر راج قائم کیا۔ اور بگٹی کی آمریت قائم کی۔ اس کے بعد نام نہاد حکومت جام صاحب کی قیادت پر قائم کر کے بگٹی کی ٹانگ پھر بھی اوپر رکھی تب آپ کہاں سو رہے تھے؟

آج آپ کا برخوردار، چہیتا، فرزندِ معنوی جانشین اور لاڈلا کھر آپ کی تعلیم کی روشنی میں آپ کا کچا چٹھا دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے اور بگٹی اس کی پیٹھ ٹھونک رہا ہے۔ تو اب یہ ساری کمزوریاں، خرابیاں وغیرہ نظر آئیں؟

اس نشیب و فراز اور اس اتار چڑھاؤ سے ہمارے جذباتی عوام کو بھی سمجھ جانا چاہیئے کہ یہاں وفاداری و غداری کا کوئی پیمانہ نہیں؟

طلباء کی دنیا

رپورٹنگ: محمد یوسف ولی اللّٰہی

طُلبا و عُلماء حق کی قیادت میں اسلامی انقلاب کے لیے اپنا تاریخی کردار ادا کریں

حضرت مولانا سعید احمد رائپوری مدظلہ

حضرت مولانا سعید احمد رائپوری مدظلہ سرپرستِ اعلیٰ جمعیۃ طلباء اسلام نے طلباء کو نصیحت کی ہے کہ وہ تاریخِ عالم میں نوجوانوں کے کردار کو سامنے رکھتے ہوئے علماء حق کی رہنمائی میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے اپنا تاریخی کردار ادا کریں۔ اور اس کے لیے ضروری ہے کہ اتحادِ مدرسہ وکالج کے "تاریخی تصور" کو عملی شکل دینے کے لیے زندگیاں وقف کر دی جائیں۔ دینی و فنّی علوم حاصل کرنے والے طلبا باہمی محبت والفت کا عظیم جذبہ اپنے دلوں میں پیدا کریں۔ پھر انشاء اللہ بہت جلد کامیابی و کامرانی ہمارے قدم چومے گی۔

کندیاں

گزشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام کندیاں کا ہفتہ وار اجلاس ہوا۔ جس کی صدارت جناب ملک محمد حامد راحت نے کی۔ اجلاس میں درج ذیل قراردادیں پاس کی گئیں۔

۱۔ گورنمنٹ ہائی سکول کندیاں میں سائنس ٹیچر جلد از جلد تعینات کیا جائے۔

۲۔ ہائی سکول میں ڈرائینگ روم اور ہال بنوایا جائے۔ نیز سکول میں فرنیچر بھی مہیا کیا جائے

۳۔ ملک میں غنڈہ گردی اور تشدد کی لعنت کو ختم کیا جائے۔

نواب شاہ (سندھ)

جمعیۃ طلباء اسلام نواب شاہ کے کارکنوں کا ایک اجلاس صوبائی رابطہ سیکرٹری (صوبہ سندھ) جناب محمد بلال بلوچ کی صدارت میں ہوا۔ انھوں نے طلبا کو جمعیۃ کا پروگرام بتایا۔ بعد میں انھوں نے جناب محمد عابد (گورنمنٹ کالج) کو کنوینر اور محمد جمشاد احمد کو ناظم دفتر مقرر کیا۔

چنیوٹ

گزشتہ دنوں مدرسہ اشرف العلوم چنیوٹ میں جمعیۃ طلباء اسلام کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب حفیظ اللہ فاروقی ہوا۔ اجلاس سے جناب محمد سلیم پاشا (سی۔ آر۔ اسلامیہ کالج) نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اور نئی نسل کی بقاء اسی میں ہے کہ اس ملک میں جلد از جلد اسلامی نظام اور اسلامی نظام تعلیم رائج کر دیا جائے۔ اجلاس سے جناب ملک محمد خلیل احمد اور ٹی۔ آئی کالج ربوہ کے راہنما جناب انور عزیز نے بھی خطاب کیا۔

جگووالہ (ضلع ملتان)

گزشتہ دنوں جگووالہ ضلع ملتان میں جمعیۃ طلباء اسلام کا ہفتہ وار اجلاس ہوا۔ اجلاس سے جناب سعید احمد آزاد نے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ طلباء اسلام کے اغراض و مقاصد بیان کیے اجلاس کے اختتام پر انتخاب عمل میں لایا گیا

کالا گوجراں

گزشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام کالا گوجراں ضلع جہلم کا ایک اجلاس زیر صدارت مولانا محمد شریف احرار ہوا۔ اجلاس میں تمام عہدیداران اور ارکان شریک ہوئے۔ اجلاس سے مختلف طلبہ نے خطاب کیا۔

خیرپور (سندھ)

گزشتہ دنوں دفتر جمعیۃ طلباء اسلام چوڑیگر بازار خیرپور میں ایک اجلاس زیر صدارت جناب شیخ عبدالغنی ہوا۔ اس اجلاس میں پیر جو گوٹھ کے علاوہ خیرپور کے کثیر طلباء نے شرکت کی۔

جناب غلام حسین شیخ، جناب ارباب علی بھیو، جناب حبیب اللہ شیخ، جناب نذیر احمد سومرہ جناب رجب الدین۔ جناب سید کلیم اللہ شاہ جناب عبداللہ، جناب ظہیر احمد اور جناب نور احمد نے تقاریر کیں اور کہا کہ ہم اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے آخری دم تک کوششیں کرتے رہیں گے۔

نور پور نورنگا (ضلع بہاولپور)

جمعیۃ طلباء اسلام نور پور نورنگا کا اجلاس جناب ملک محمد صدیق کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس سے جناب محمد احمد قائم مقام صدر جمعیۃ طلباء اسلام ضلع ملتان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ طلباء اسلام کے قیام کا مقصد اس ملک میں اسلامی نظام تعلیم اور اسلامی انقلاب برپا کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ارکانِ جمعیۃ نے سید شمس الدین شہیدؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے جان تک قربان کرنے کا عزم کیا ہوا ہے۔

کنڈیارو (ضلع نواب شاہ)

کنڈیارو ضلع نواب شاہ میں جمعیۃ طلباء اسلام کا کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے۔ گزشتہ دنوں سید عبدالغفور شاہ صاحب (صدر صوبہ سندھ) نے کنڈیارو کا دورہ کیا۔ شاہ صاحب نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپس میں محبت والفت کا جذبہ پیدا کریں۔ ارکان پر تنقید برائے تنقید سے پرہیز کریں اور اس میں اپنا وقت ضائع نہ کریں انھوں نے مزید کہا کہ جمعیۃ طلباء اسلام کا مقصد مدارسِ عربیہ کے طلبا کو انسانیت کی قیادت کرنے کے لیے مزید باصلاحیت بناتا ہے۔ اور فنی علوم حاصل کرنے والے طلباء کو بے دینی والحاد سے بچا کر علماء حق کی صحبت میں لا کر اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کرتا ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ ہم اس کام کو استقامت سے جاری رکھیں۔

میرپور خاص

ماہ رمضان المبارک میں میرپور خاص جمعیۃ طلباء اسلام کے زیر اہتمام جشن نزول قرآن منایا گیا۔ اول، دوم،

اور سوم آنے والے طلباء میں انعامات تقسیم کیے گئے انعامات کی تقسیم سے قبل جناب محمد اسلم شیخ نے تقریر کی اور طلباء سے اپیل کی کہ وہ جمعیتہ میں شامل ہو کر ملک و ملت اور اسلام کی سربلندی کے لیے کوشش کریں ۔

انتخابات

بوریوالہ (ضلع ملتان)

صدر : جناب محمد صدیق چودھری ڈگری کالج
نائب صدر : " شیخ ابرار احمد " "
: " محمد اکرم " "
ناظم عمومی : " محمد امین طاہر " "
ناظم : " ارشد محمود چیمہ بی ٹی ایم سکول
ناظم نشریات : " ناصر علی شاہین گورنمنٹ اسکول
خازن : " شیخ مقصود احمد ثانی " "
ناظم گورنمنٹ کالج : جناب محمد اشرف قاسمی
" گورنمنٹ ہائی سکول " ظہیر احمد
" بی ۔ ٹی ایم ہائی سکول ، جاوید اختر

جگووالہ (ضلع ملتان)

صدر : جناب حافظ بدرالدین ہائی سکول
ناظم عمومی : " سعید احمد آزاد " "
خازن : " غلام قادر خاں " "

ضلع نواب شاہ (سندھ)

ضلعی کنوینر : جناب محمد انور

تنظیمی دورہ

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری جناب حافظ محمد طاہر نے گذشتہ دنوں شجاع آباد کا دورہ کیا ۱۵ اکتوبر کو دوپہر مقامی انٹر کالج کے طلباء سے انفرادی ملاقاتیں کیں ۔ نماز ظہر سے عشاء تک مقامی تنظیم کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور آئندہ تنظیم نو کے سلسلے میں کارکنوں کو خصوصی ہدایات دیں ۔ اگلے روز ۱۶ اکتوبر کو گیارہ بجے دن دفتر جمعیتہ طلباء اسلام میں شجاع آباد شہر اور جلال پور پیر والہ کے سکولوں اور کالجوں کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے جمعیتہ کے پروگرام اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی ۔ انھوں نے واضح طور پر کہا کہ انگریز کی روحانی اولاد سرداروں اور خان بہادروں نے ملک کو تباہ و برباد کیا ہے ۔ یہ لوگ کبھی اسلام کے ساتھ مخلص نہیں تھے ۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان کی عظیم ترین طالب علم تنظیم جمعیتہ طلباء اسلام کے نوجوان علماء حق کی قیادت میں اسلامی انقلاب لا کر رہیں گے ۔

اجلاس مرکزی مجلسِ شوریٰ

جمعیتہ طلباء اسلام کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس مورخہ ۲۵ اکتوبر ۷۵ء بروز ہفتہ بوقت ۲ بجے بعد دوپہر گوجرانوالہ (مکی مسجد نزد ڈیوڑھا پھاٹک بالمقابل فیصلز ہوٹل) میں طلب کیا گیا ہے ۔

ایجنڈا

۱۔ تنظیمی صورت حال کا جائزہ
۲۔ مرکزی الیکشن کے لیے تاریخ کا تعین
۳۔ دیگر امور باجازت صدر ۔

سید مطلوب علی زیدی
(ناظم عمومی جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان)

حضرت مولانا سعید احمد رائپوری اور حافظ محمد طاہر کی عبوری ضمانت قبل از گرفتاری

لاہور ہائی کورٹ کے فاضل جج مسٹر محمد منیر فاروقی صاحب نے حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری مدظلہ اور حافظ محمد طاہر جنرل سیکرٹری صوبہ پنجاب کی عبوری ضمانت قبل از گرفتاری کی درخواست منظور کر لی ہے ۔ درخواست دہندگان کے وکیل جناب رشید مرتضیٰ قریشی کے دلائل سننے کے بعد فاضل جج نے ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کو حکم دیا کہ وہ پنجاب بھر سے درخواست دہندگان کے خلاف قائم کیے گئے مقدمات کی تفصیلات ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو عدالتِ عالیہ کے سامنے پیش کریں ۔

اعلان

جمعیتہ طلباء اسلام کے ارکان سیکنڈری بورڈ حیدرآباد سے مارکس سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لیے جناب عبدالاحد شفیق c/o مدرسہ مفتاح العلوم گھاس مارکیٹ حیدرآباد (سندھ) سے رابطہ قائم کریں ۔

کیا پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو سکتا ہے؟

یہ وہ سوال ہے جو بظاہر بڑا مشکل اور پیچیدہ نظر آتا ہے ۔ لیکن حضرت مفتی محمود مدظلہ نے صوبہ سرحد میں اسلامی نظام نافذ کر کے اس کا عملاً جواب دے دیا ہے اور اس پروپیگنڈے کو بھی زائل کر دیا ہے کہ علماء نظام حکومت چلانے کے اہل نہیں تفصیلات کے لیے ——

درویش وزیر اعلیٰ کا
دَورِ محمود
پڑھیے ۔ خوب صورت کتابت و طباعت ۔ عمدہ کاغذ
قیمت صرف ۶۰ پیسے

ملنے کا پتہ
عزیز پبلیکیشنز ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور

پھر آگیا ہوں گردشِ دوراں کو ٹال کے

شکر ہے رب ذوالجلال کا کہ مختلف نشیب و فراز سے گزرنے کے بعد

عزم

چھپ کر تیار ہو گیا ہے ۔

جلد از جلد مطلوبہ تعداد سے آگاہ کیجیے ۔ رقم پیشگی آنا ضروری ہے
قیمت ۱/- روپیہ

شہر شہر سے

قمر ہاشمی

بدلتے ہوئے حالات کے مطابق کارکن اپنے فرائض انجام دیں!

مولانا عبید اللہ انور

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر اور مجلس استقبالیہ نظام شریعت کنونشن گوجرانوالہ کے صدر مولانا عبید اللہ انور نے گزشتہ روز فیصلز ہوٹل گوجرانوالہ میں ایک پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ جمعیۃ علماء اسلام ۲۵ر — ۲۶ر اکتوبر کو گوجرانوالہ میں نظام شریعت کے کے موقع پر ملک میں نظام شریعت کے نفاذ کے لیے فیصلہ کن جدوجہد کا آغاز کرے گی۔ اور جمعیۃ کے کارکن اس عظیم مقصد کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

اس سے قبل آپ نے جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں مجلس استقبالیہ کے ارکان اور جمعیۃ کے کارکنوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ بدلتے ہوئے سیاسی حالات کے مطابق اپنے فرائض سرانجام دینے کے لیے تیار رہیں کیونکہ ملکی سالمیت کے تحفظ اور نظام شریعت کے نفاذ کی ذمہ داری سب سے زیادہ ہم پر عائد ہوتی ہے۔

اجلاس کی صدارت امیر ضلع مولانا محمد سرفراز نے کی اور صوبائی ناظم مولانا محمد رمضان آف میانوالی اور مجلس استقبالیہ کے سیکرٹری اطلاعات زاہد الراشدی نے بھی خطاب کیا۔ مولانا محمد رمضان نے علماء حق کی جدوجہد اور جمعیۃ علماء اسلام کی خدمات پر روشنی ڈالی اور کہا کہ علماء حق اور ان سے وابستہ دین دار عوام آج بھی دینی و ملی مقاصد کے لیے قربانی کے لیے تیار ہیں۔

رکنیت سازی

کوئٹہ : ۱۵ر اکتوبر ۷۵ء جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے کارکنوں کا اجلاس مورخہ ۱۴ر اکتوبر ۷۵ء بروز منگل بوقت ۳ بجے بعد ظہر زیر صدارت مولوی عبد الواحد صاحب صوبائی ناظم انتخابات بلوچستان منعقد ہوا جس میں بلوچستان بھر کے جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں جمعیۃ کی رکنیت سازی پر غور و خوض کیا گیا اور رکن سازی کو زور و شور سے شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل ضلعی نظماء انتخابات نامزد کئے گئے۔

۱ ضلع کچھی : مولوی سید امام الدین شاہ صاحب بھاگ۔

۲ ضلع خاران : مولوی عبد الرزاق صاحب خاران شہر۔

۳ ضلع سیبی : ملک دلاور خان چانڈیہ، سیبی شہر۔

۴ ضلع پشین : مولوی عبد الصمد صاحب پشین شہر

۵ ضلع مکران : مولوی رحمت اللہ صاحب

۶ ضلع نصیر آباد : مولوی محمد عالم صاحب

۷ کوئٹہ شہر : مولوی غلام سرور صاحب کوئٹہ شہر۔

۸ ضلع لورالائی : مولوی غلام حیدر صاحب لورالائی شہر۔

۹ ضلع زوب : مولوی محمد شفیق صاحب قلعہ سیف اللہ

۱۰ ضلع قلات : مولوی سید صدیق شاہ صاحب قلات شہر

۱۱ ضلع چاغی : حاجی مولوی صالح محمد صاحب

۱۲ ضلع خضدار : مولانا ابوبکر صاحب خضدار شہر۔

محمد زمان خان اچکزئی جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان نے رکنیت سازی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ کی ساری قوت کا دارومدار رکن سازی پر ہے اور رکن سازی کے مرحلے کو آگے بڑھانے پر زور دیا۔

اجلاس میں رکن سازی کی کاپیاں ضلعی نظماء انتخابات میں تقسیم کی گئیں تاکہ اضلاع میں ممبر سازی کا آغاز جوش و خروش سے شروع کر کے اس مہم کو کامیابی سے ہمکنار کریں اجلاس تین گھنٹے جاری رہا۔

نیپالی مہاجرین کو امداد

کراچی ۸ر اکتوبر گزشتہ دنوں اورنگی ٹاؤن میں مقیم نیپالی مہاجرین میں عید سعید کے مبارک موقعہ پر جمعیۃ علماء اسلام کراچی سنٹر کی جانب سے ہر قسم کی گھریلو ضروریات کی اشیاء اور نقد رقوم تقسیم کی گئیں۔ جو کہ مردانہ، زنانہ، بچگانہ پارچات اور لالٹین، چولھے، پیالیاں،

تمام چینی اور المونیم کے گھریلو برتن، کھانے پینے کی اشیاء اور سویاں و دیگر اشیاء پر مشتمل سامان تقسیم کیا گیا۔ نیز ہر خاندان کو یکصد =/۱۰۰ روپیہ نقد دیا گیا۔ تقریباً بلیں۲۰ خاندانوں کی ضروریات کو پورا کیا گیا۔ یہ تمام سامان ساڑھے چار ہزار کی مالیت کا تھا۔ جو کہ جمعیۃ علماء اسلام کراچی سنٹر کے نگران اعلیٰ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کی زیر نگرانی تقسیم کیا گیا۔ جمعیۃ علماء اسلام کے شعبہ خدمت خلق کی طرف سے اس عزم کا اظہار کیا گیا ہے کہ وقتاً فوقتاً غریب اور نادار مسلمان بھائیوں کی امداد کی جائے گی۔

نیز مخیر حضرات سے جمعیۃ علماء اسلام کے اس شعبہ [illegible] زیادہ سے زیادہ منسلک ہونے کی اپیل کی جاتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالے معاونین حضرات کو اجرِ عظیم عطا کریں۔

جمعیۃ کراچی شرقی کے ناظم نشریات

ہزارہ کے دورے پر

جمعیۃ علماء اسلام کراچی شرقی کے ناظم نشر و اشاعت محمد اسحاق اگروری نے ۲۳ ستمبر سے ضلع ہزارہ کا جو دورہ شروع کیا تھا اس میں وادی اگرور، علاقہ ٹکری و دیگر مقامات پر جمعیت کے کارکنوں سے ملاقات کی۔ جمعیۃ علماء اسلام کراچی شرقی کے ناظم نے جمعیۃ کے کارکنوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ہر ضلع میں شعبہ نشر و اشاعت قائم کر کے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد سے عوام کو باخبر رکھیں۔ محمد اسحاق اگروری نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ہزارہ کے نشیبی علاقوں خاص کر وادی اگرور اور علاقہ ٹکری کے عوام کو راشن ڈپو ہولڈر عرصۂ دراز سے لوٹ رہے ہیں۔ عوام میں فوری طور پر راشن کارڈ تقسیم کئے جائیں۔ تاکہ ہر غریب عوام اپنا صحیح کوٹہ حاصل کر سکیں۔ اور سکون و اطمینان کی زندگی بسر کر سکیں۔

جمعیۃ علماء اسلام ساہیوال

کی سرگرمیاں

باقاعدگی سے جمعۃ المبارک کی صبح کو۔ جمعیۃ علماء اسلام کے زیرِ اہتمام مکی مسجد میں اجلاس ہوتا ہے۔ جس میں درس قرآن اور حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ امیر شہر مولانا منظور احسن صاحب محمودی فرماتے ہیں۔ جس میں کارکنان جمعیۃ کے علاوہ عوام کی بہت بڑی تعداد شریک ہوتی ہے۔ ۳ اکتوبر جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نے نظامِ شریعت کنونشن کو کامیاب بنانے پر زور دیا۔ جس میں بہت سے احباب نے نام لکھوائے۔

ملک میں اسلام کے نفاذ پر زور دیا۔ اور عوام نے بھی علماء کی زیرِ قیادت نفاذِ اسلام کے لیے تن من دھن کی بازی لگانے کا عہد کیا۔

قافلوں کی روانگی

جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کے دفتر سے جاری کردہ ایک اخباری سرکلر کے مطابق جمعیۃ کے ضلعی ناظم مفتی رشید احمد ارشد نے اعلان کیا ہے کہ کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام نظام شریعت کنونشن میں شرکت کے لیے تمام قافلے ۲۵ اکتوبر دن بارہ بجے جہلم پہنچ جاویں گے۔ چونترہ سے آنیوالے مندوبین کے امیر قافلہ حافظ منیر احمد، تنخا، تپسوال سے آنیوالے قافلہ کے امیر مولانا غلام محی الدین، جادہ سے آنے والے قافلہ کے امیر مولانا عبدالرؤف۔ کالا گوجراں سے آنے والے قافلہ کے امیر مولانا محمد شریف اصرار۔ دینہ سے آنے والے قافلہ کے امیر مولانا محمد صادق صدیقی۔ چکوال سے امیر قافلہ مولانا عبدالرحمٰن قاسمی۔ پنڈ دادنخاں سے امیر قافلہ محمود احمد۔ کھیوڑہ سے مولانا محمد اکرم۔ چک ہمند اور ڈھوک بدر سے چوہدری فضل الٰہی امیر قافلہ ہوں گے۔ یہ تمام قافلے انشاء اللہ بارہ بجے ۲۵ اکتوبر سے شہر جہلم داخل ہوں گے اور ۲ بجے جہلم سے ضلع بھر کے مندوبین اور رضاکاروں پر مشتمل سیکڑوں افراد کا قافلہ نظام شریعت کے مکمل نفاذ کے مطالبے کے بلیز اور جمعیۃ کے پرچم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بسوں، ویگنوں پر لہراتے ہوئے گوجرانوالہ روانہ ہو جائیگا۔

جمعیۃ کے ضلعی ناظم نشریات و انتخابات نے ضلع بھر کے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ملک میں نظام شریعت کے نفاذ کے لیے جمعیۃ سے تعاون کریں اور نظام شریعت کنونشن کو کامیاب بنائیں۔ قافلہ کے ساتھ جانے کے لیے فوری طور پر ضلعی دفتر ٹوبہ محلہ میں اپنا نام درج کرائیں۔

جمعیۃ بہاولپور کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام بہاولپور کا ایک ہنگامی اجلاس زیرِ صدارت امیر جمعیۃ علماء اسلام بہاولپور محمد یٰسین منعقد ہوا۔ جس میں حضرت شیخ الحدیث والفقہ مولانا فاروق احمد صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کے جذبات کا اظہار کیا گیا۔

حضرت مرحوم سلف صالحین کی یادگار تھے اور علم و عمل کے پیکر۔ ساری زندگی قال اللہ و قال الرسول کی تبلیغ کے لیے وقف کر دی اور فقر و استغنا کا قابل تقلید نمونہ پیش کیا۔

حضرت مرحوم جامعہ عباسیہ میں شیخ الحدیث اور دارالعلوم میں صدر مفتی کے عہدہ ہائے جلیلہ پر فائض رہ چکے تھے اور حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے ہم سبق تھے۔

خداوند قدوس مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ و ارفع مقامات پر فائض فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل مرحمت فرمائے۔

جمعیۃ میں شمولیت

جمعیۃ علماء اسلام اوگی ہزارہ کا ایک خصوصی اجلاس شعبہ نشر و اشاعت کراچی وسطی و

شرقی کے سیکرٹری محمد اسحاق اگروری کی صدارت میں مورخہ ۱۰ اکتوبر کو رات کے ۹ بجے تراوڑہ اگروریں ہوا۔ اجلاس میں علاقہ کے معزز شہریوں نے شرکت کی اور مولانا مفتی محمود صاحب پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ اجلاس میں خان آف تڑوائی خان بختیار خاں نے اپنے دیگر ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ ان کے علاوہ ثاقب خان، عالم خاں، محمد حنیف خاں اور ان کے دیگر ساڑھے ساتھیوں نے جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے جانی و مالی قربانی دینے کی یقین دہانی کرائی۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل قرادیں منظور کی گیئں۔

۱ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کی بس جوکہ دس سال سے دلبوڑی ایبٹ آباد روٹ پر چلا کرتی تھی۔ اور عرصہ دراز سے اس روٹ پر بند ہے۔ اسے فوراً دوبارہ چلایا جائے۔

۲ علاقہ کے عوام کو فوری طور پہ راشن کارڈ جاری کیے جائیں۔

۳ ادگی تا بٹگرام تک روڈ پکا کیا جائے۔

نظام شریعت کنونشن

ضلع ہزارہ جمعیۃ علماء اسلام کی جنرل کونسل کا ایک ہنگامی اجلاس مورخہ $\frac{15}{75}$ ۱۲ کو دفتر جمعیۃ علماء اسلام مانسہرہ میں منعقد ہوا جس میں تقریباً ایک سو مندوب اور رضاکاروں کے شریک ہونے کا فیصلہ کیا گیا اور مبلغ 200 دو صد روپیہ فیس کنونشن اور مندوبین کی فیس طعام اکٹھی کر کے ناظم اعلیٰ کے سپرد کر دی گئی کہ وہ مجلسِ استقبالیہ کے نام ارسال کر دیں۔ اس میٹنگ میں مندرجہ ذیل قرادادیں

بقیہ: مشرق و مغرب کی سیاست

میں امن و سلامتی کے لیے براہِ راست خطرہ قرار دیتے ہیں۔ پاکستان بھی متعدد بار اقوام متحدہ کے اندر اور باہر اس بات پر زور دے چکا ہے کہ بحرِ ہند کو امن و سلامتی کا علاقہ قرار دیا جائے اور اسے اسلحہ کی دوڑ اور کشیدگی سے پاک رکھا جائے۔ اس سلسلے میں پاکستان اور کئی دوسرے علاقائی ملکوں کا موقف یہ ہے کہ بحرِ ہند کو خطرناک اسلحہ اور خاص طور سے جوہری اسلحہ سے محفوظ رکھا جائے۔ ان کے اس مطالبے کو سوشلسٹ ملکوں کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ جو نہ صرف بحرِ ہند میں بلکہ دنیا کے اور متعدد علاقوں میں ایٹمی اسلحہ سے پاک علاقے قائم کرنے کے حامی ہیں۔ وہ مہلک ہتھیاروں میں کمی اور ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ کے اصولوں کے مطابق ایسا چاہتے ہیں اب یہ حقیقت اس علاقے کے تمام ملکوں میں تیزی سے محسوس کی جا رہی ہے کہ بحرِ ہند کو اس وقت تک امن کا علاقہ نہیں بنایا جا سکتا جب تک یہاں سے مختلف بحری تباہ کن جہاز، خطرناک دور مار ایٹمی آب دوز، ایٹمی میزائیل اور جنگی اڈے ختم نہیں کر دیئے جاتے۔ صرف یہی نہیں کافی کہ موجودہ جنگی بحری اڈوں کو ختم کیا جائے۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ نئے اڈے قائم کرنے کی اسکیموں کو شروع ہی میں مسترد کر دیا جائے۔

بقیہ: عمر ابن عبد العزیز

یا امیر المؤمنین جس نے یہ سیب بھیجا ہے وہ آپ کا چچازاد بھائی ہے علاوہ ازیں رسول مقبول بھی تحفے میں دیا ہوا پھل وغیرہ کھا لیا کرتے تھے۔ عمر ابن عبد العزیز نے جواب دیا بیشک رسول اللہ کو جو تحفے پیش کئے جاتے تھے وہ سچ مچ تحفے ہوتے تھے۔ لیکن موجودہ حالات میں میرے لیے یہ تحفہ نہیں بلکہ رشوت ہے۔"

○

ابن حیات کہتے ہیں ایک رات میں خلیفہ ابن عبد العزیز سے باتیں کر رہا تھا۔ کمرے میں جو چراغ روشن تھا اس کی روشنی دھیمی پڑ گئی۔ ساتھ والے کمرے میں انکا غلام سو رہا تھا۔ میں نے خلیفہ سے کہا اگر آپ کہیں تو جا کر ملازم کو جگاؤں۔ عمر نے کہا نہیں۔ "اس کی نیند خراب ہو گی۔"

میں نے کہا "تو میں خود چراغ میں تیل ڈال لوں؟" عمر نے جواب دیا: "یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ اس وقت میرے مہمان ہیں۔" یہ کہہ کر وہ خود اٹھے چراغ میں تیل ڈالا۔ اس کی بتی درست کی اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے۔ اور کہنے لگے۔ "میں جب اٹھ کر یہ کام کرنے گیا تھا اس وقت خلیفہ عمر ابن عبد العزیز تھا۔ اور اب واپس آ کر اپنی جگہ پر بیٹھ جانے کے بعد بھی خلیفہ عمر ابن عبد العزیز ہوں۔"

کالا پانی کے بیتے ہوئے ایام کی کہانی!

قافلہ شاہ شہید کی الم انگیز داستان
حیرت انگیز سپاہی خدمات المعروف مجاہدین کا استقلال

تاریخ کالا پانی!

مصنف: مولانا جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ
رہبر و رہنما، طلوعِ سحر، آزادی ہند کی سرگذشت سے پہلے مکتبہ اشاعت المعارف کی ایک انوکھی پیش کش
نظام شریعۃ کنونشن پر خاص رعایت۔

محمد یوسف دیپالپور
ناظم مکتبہ اشاعت المعارف۔ سرکلر روڈ، لائل پور

خوش خبری

دار العلوم مدنیہ ڈسکہ میں
ایک قابل ترین استاذ حضرت مولانا
امان اللہ خان ہزاروی
کا تقرر ہو گیا ہے۔ لہذا شائقینِ فنون موقع سے فائدہ اٹھائیں ــــــــ۔

ایک محنتی قاری کی ضرورت ہے
جو ناظرہ و حفظ قرآن پڑھا سکے تجربہ کار ہو

مہتمم دار العلوم مدنیہ ڈسکہ

فون : ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۳۲

نظامِ شریعۃ کنونشن کا تفصیلی پروگرام

۱ ۲۳ر اکتوبر ۷۵ئہ بروز جمعرات صبح ۹½ بجے مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں مرکزی مجلس عاملہ (عہدہ داروں) کا اجلاس منعقد ہوگا۔ کنونشن کے پروگرام، انتظامات اور جماعتی لائحہ عمل پر غور کیا جائیگا مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم اجلاس کی صدارت فرمائیں گے ——————

۲ ۲۴ر اکتوبر کو حضرت درخواستی دامت برکاتہم جامع مسجد نور نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں اور حضرت مولانا مفتی محمود دامت برکاتہم جامع مسجد اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں گے مفتی صاحب نمازِ جمعہ کے بعد پریس کانفرنس میں کنونشن کے پروگرام کا اعلان فرمائیں گے

۳ ۲۵ر اکتوبر بروز ہفتہ صبح ۱۰ بجے مرکزی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس مدرسہ انوار العلوم میں منعقد ہوگا جس میں مجلس عاملہ کی تجاویز اور ملک کی سیاسی صورت حال پر غور کیا جاتے گا

۴ ۲۵ر اکتوبر بروز ہفتہ بعد نماز عصر نظام شریعت کنونشن کا افتتاحی اجلاس ہوگا۔ صدر استقبالیہ حضرۃ مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم خطبۂ استقبالیہ ارشاد فرمائیں گے

۵ کنونشن کی دوسری نشست ہفتہ کو بعد نمازِ عشاء، تیسری نشست اتوار کو صبح ۸ تا ۱۱ بجے، چوتھی نشست اتوار کو ظہر تا مغرب اور آخری نشست بصورت جلسۂ عام اتوار کو بعد نماز عشاء ہوگی۔ اسی دوران کسی وقت مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس بھی ہوگا جس میں مجلس شوریٰ کے فیصلوں کی توثیق کی جاتے گی۔

۶ تمام صوبوں اور اضلاع کو تفصیلی پروگرام کے سرکلر جاری کیے جا چکے ہیں اور ترجمان اسلام کی ایک سابقہ اشاعت میں بھی اعلان کیا جا چکا ہے۔ تمام مندوبین ان ہدایات کی پوری طرح پابندی کرتے ہوئے کنونشن میں شریک ہوں۔

۷ دوبارہ یاد دہانی کے لیے عرض ہے کہ مجلس استقبالیہ صرف ان حضرات کے قیام و طعام کی ذمہ داری قبول کریگی جنکی فہرستیں ضلعی جمعیتوں کیطرف سے ۲۰ر اکتوبر تک دفتر مجلس استقبالیہ نظام شریعۃ کنونشن مکی مسجد ڈیوڑھا پھاٹک گوجرانوالہ کو موصول ہو چکی ہونگی

۸ جمعیۃ کے استحکام اور ملک میں نظام شریعت کے نفاذ کے سلسلہ میں تجاویز بھی ۲۰ر اکتوبر تک دفتر استقبالیہ کو موصول ہو جانی چاہئیں تاکہ انہیں مرتب کر کے مجلس عاملہ کے اجلاس میں پیش کیا جا سکے

۹ قانونی رکاوٹ نہ ہونے کی صورت میں کنونشن شیرانوالہ باغ میں ورنہ متبادل جگہ میں ہوگا۔ متبادل جگہ کا اعلان بروقت کیا جائے گا۔ ۱۰۔ بیرونی مندوبین کی سہولت کیلیے ریلوے اسٹیشن، جنرل بس سٹینڈ، شیخوپورہ چوک اور حافظ آباد روڈ پر استقبالیہ کیمپ لگائے جائیں گے۔ بیرونی وفود ان کیمپوں سے رابطہ قائم کریں وہاں سے انہیں جاتے قیام گاہوں پر پہنچا دیا جائے گا

منجانب : (مولانا مفتی) عبدُ الواحِدؒ ناظم اعلیٰ مجلس استقبالیہ